حکومت کرناٹک

نوبہارِ اَدب

اُردو زبان اوّل نصابی کتاب

NAU BAHAR-E-ADAB

Urdu First Language

PART-2

Tenth 10 Standard

برائے دسویں جماعت

(ترمیم شدہ)

حصّۂ دوّم

© KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

KARNATAKA TEXT BOOK SOCIETY (R)
6th Cross, Malleshwaram
Bengaluru - 560 003

THE CONSTITUTION OF INDIA

PREAMBLE

WE, THE PEOPLE OF INDIA, having solemnly resolved to constitute India into a [1]**[SOVEREIGN SOCIALIST SECULAR DEMOCRATIC REPUBLIC]** and to secure to all its citizens :

JUSTICE, social, economic and political;

LIBERTY of thought, expression, belief, faith and worship;

EQUALITY of status and of opportunity; and to promote among them all

FRATERNITY assuring the dignity of the individual and the [2][unity and integrity of the Nation];

IN OUR CONSTITUENT ASSEMBLY this twenty-sixth day of November, 1949 do **HEREBY ADOPT, ENACT AND GIVE TO OURSELVES THIS CONSTITUTION.**

---

1. Subs. by the Constitution (Forty-second Amendment) Act, 1976, Sec.2, for "Sovereign Democratic Republic" (w.e.f. 3.1.1977)
2. Subs. by the Constitution (Forty-second Amendment) Act, 1976, Sec.2, for "Unity of the Nation" (w.e.f. 3.1.1977)

©KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

CONSTITUTION OF INDIA

Part III (Articles 12 – 35)
(Subject to certain conditions, some exceptions
and reasonable restrictions)

guarantees these

Fundamental Rights

Right to Equality

- before law and equal protection of laws;
- irrespective of religion, race, caste, sex or place of birth;
- of opportunity in public employment;
- by abolition of untouchability and titles.

Right to Freedom

- of expression, assembly, association, movement, residence and profession;
- of certain protections in respect of conviction for offences;
- of protection of life and personal liberty;
- of free and compulsory education for children between the age of six and fourteen years;
- of protection against arrest and detention in certain cases.

Right against Exploitation

- for prohibition of traffic in human beings and forced labour;
- for prohibition of employment of children in hazardous jobs.

Right to Freedom of Religion

- freedom of conscience and free profession, practice and propagation of religion;
- freedom to manage religious affairs;
- freedom as to payment of taxes for promotion of any particular religion;
- freedom as to attendance at religious instruction or religious worship in educational institutions wholly maintained by the State.

Cultural and Educational Rights

- for protection of interests of minorities to conserve their language, script and culture;
- for minorities to establish and administer educational institutions of their choice.

Right to Constitutional Remedies

- by issuance of directions or orders or writs by the Supreme Court and High Courts for enforcement of these Fundamental Rights.

NOT TO BE REPUBLISHED @KVBS



فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	اصناف	تخلیق کار	صفحہ نمبر
10	جگنو	(نظم)	فراقؔ گورکھپوری	1
11	درشٹی	(افسانہ)	زہرہ جمال	5
12	مرثیہ	(نظم)	میر انیسؔ	15
13	سویرے جو کل آنکھ میری کھلی	(مزاحیہ مضمون)	پطرس بخاری	20
14	سرحدوں کا جال	(آزاد نظم)	سلیمان خمارؔ	31
15	زعفران	(معلوماتی مضمون)	نصابی کمیٹی	34
16	مچھر کا الٹی میٹم	(مزاحیہ نظم)	دلاور فگارؔ	42
17	طوطیٔ ہند۔امیر خسرو	(مضمون)	نصابی کمیٹی	46
18	غزلیں (حصہ ب)	غزل	اقبالؔ، مجازؔ، حمید الماسؔ، خلیل مامونؔ	55
19	رباعیات	(نظم)	شادؔ عظیم آبادی، تلوک چند محرومؔ، بیکلؔ اتساہی، اعجازؔ احسنی،	69
20	سوالی پرچہ کا نمونہ	-		73

NOT TO BE REPUBLISHED @KTBS

سبق:10



جگنو

A7Q6A1

فراقؔ گورکھپوری

تخلیق: ماں کی یاد میں لکھی یہ ایک تاثراتی نظم ہے۔ یہ نظم شخصی مرثیہ نہیں کہلاتی۔ اس نظم میں ایک یسیر یتیم بچے کا درد سمایا ہوا ہے۔ بیس برس کے اس نوجوان کے جذبات قلم بند ہیں جس کی پہلی سانس ہی ماں کی موت کا سبب بنی۔ فراقؔ کی طویل نظم ''جگنو'' کی تلخیص پیش ہے۔

تخلیق کار: نام رگھوپتی سہائے، قلمی نام فراقؔ گورکھپوری۔ 28/اگست 1896ء کو بمقام گورکھپور پیدا ہوئے۔ ان کی ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی۔ الٰہ آباد سے ایف اے کی تعلیم مکمل کی۔ آگرہ یونیورسٹی سے انگریزی میں ایم اے کیا۔ انڈین سول سرویس کے لئے منتخب ہوئے۔ لیکن انھوں نے تحریک آزادی میں حصہ لینے کو ترجیح دی۔ 1932ء میں الٰہ آباد میں انگریزی کے استاد مقرر ہوئے۔ فراقؔ کے شعری مجموعے، روحِ کائنات، رمز و کنایات، غزلستان، شبنمستان شائع ہوئے ہیں۔ گلِ نغمہ اور رباعیات کا مجموعہ ''روپ'' کو کافی شہرت حاصل ہوئی۔

''گل نغمہ'' کو گیان پیٹھ ایوارڈ سے نوازا گیا۔ فراقؔ اردو کے پہلے شاعر ہیں، جنھیں یہ ایوارڈ عطا کیا گیا۔ اس کے علاوہ انھیں ساہتیہ اکاڈمی ایوارڈ، سوویت لینڈ نہرو ایوارڈ، غالب اکاڈمی ایوارڈ، گیان پیٹھ جیسے اعلیٰ اعزاز سے نوازا گیا۔ آگرہ یونیورسٹی نے ڈی لٹ کی اعزازی ڈگری عطا کی۔ 3/مارچ 1982ء کو ان کا انتقال ہوا۔



NOT TO BE REPUBLISHED © KSEEB

مری حیات نے دیکھی ہیں بیس برساتیں
مرے جنم ہی کے دن مرگئی تھی ماں میری

وہ ماں کہ شکل بھی جس ماں کی میں نہ دیکھ سکا
جو آنکھ بھر کے مجھے دیکھ بھی سکی نہ وہ ماں

میں وہ پسر ہوں جو سمجھا نہیں کہ ماں کیا ہے
مجھے کِھلائیوں اور دائیوں نے پالا تھا

وہ مجھ سے کہتی تھیں جب گھِر کے آتی تھی برسات
جب آسمان میں ہر سو گھٹائیں چھاتی تھیں

بوقت شام جب اڑتے تھے ہر طرف جگنو
دیئے دکھاتے ہیں یہ بھولی بھٹکی روحوں کو

مزہ بھی آتا تھا مجھ کو کچھ ان کی باتوں میں
میں ان کی باتوں میں رہ رہ کے کھو بھی جاتا تھا

پر اس کے ساتھ ہی دل میں کسک سی ہوتی تھی
کبھی کبھی یہ کسک ہُوک بن کے اٹھتی تھی

یتیم دل کو میرے یہ خیال ہوتا تھا
یہ شام مجھ کو بنا دیتی کاش اک جگنو

تو ماں کی بھٹکی ہوئی روح کو دکھا تا راہ
کہاں کہاں مری خاطر بھٹک رہی ہوگی

یہ سوچ کر مری حالت عجیب ہوتی تھی
پلک کی اوٹ میں جگنو چمکنے لگتے تھے

کبھی کبھی تو میری ہچکیاں سی بندھ جاتیں
کہ ماں کے پاس کسی طرح میں پہنچ جاؤں

©KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

اور اِس کو راہ دکھاتا ہوا میں گھر لاؤں

———•———

ہمارے شہر میں آتی ہیں اب بھی برساتیں

ہمارے شہر پر اب بھی گھٹائیں چھاتی ہیں
ہنوز بھیگی ہوئی سرمئی فضاؤں میں

خطوطِ نور بناتی ہیں جگنوؤں کی صفیں
فضائے تیرہ میں اڑتی ہوئی یہ قندیلیں

مگر میں جان چکا ہوں اسے بڑا ہوکر
کسی کی روح کو جگنو نہیں دکھاتے راہ

کہا گیا تھا جو بچپن میں مجھ سے جھوٹ تھا سب
مگر کبھی کبھی حسرت سے دل میں کہتا ہوں

یہ جانتے ہوئے جگنو نہیں دکھاتے چراغ
کسی بھٹکتی ہوئی روح کو مگر پھر بھی

وہ جھوٹ ہی سہی کتنا حسین جھوٹ تھا وہ
جو مجھ سے چھین لیا عمر کے تقاضے نے

———•———

فرہنگ

I الفاظ ومعانی:

پسر = (ا۔مذ) بیٹا
اوٹ = (ا۔مث) آڑ
کسک = (ا۔مث) ہلکا سا درد
صف = (ا۔مث) قطار
فضائے تیرہ = اندھیری فضا
تقاضہ = (ا۔مذ) طلب
ہوک = (ا۔مث) کراہ
حسرت = (ا۔مث) تمنّا، آرزو
کھلائی = (ا۔مث) بچوں کو کھلانے والی عورت، دایہ

NOT TO BE REPUBLISHED © KTBS

II(الف) ایک جملے میں جواب تحریر کیجئے۔

۱)شاعر نے کس عمر میں یہ نظم لکھی؟ ۲)شاعر کو کس نے پالا تھا؟

۳) دائی کس طرح بہلایا کرتی تھی؟ ۴) دائی کی بات سن کر شاعر کے دل میں کیا خیال پیدا ہوا؟

۵) شاعر کی خواہش کیا تھی؟

۶) جگنوؤں کی صفوں پر کس بات کا گمان ہوتا تھا؟

(ب) مختصر جواب لکھئے۔

۷) شاعر بچپن کے بہلاوے کی باتوں کو حسین جھوٹ کیوں کہتا ہے؟

۸) اس نظم میں یتیم بچے کی بے چینی کا اظہار کس طرح کیا گیا ہے؟

(ج) تفصیلی جواب لکھئے۔

۹) اس نظم کا خلاصہ لکھئے۔

III(الف) ان الفاظ کی ضد لکھئے۔

حیات x_____ آسمان x_____ حسین x_____ جھوٹ x _____ نور x_____

(ب) مصرعے مکمل کیجئے۔

۱۰)میں وہ_____ہوں جو سمجھا نہیں کہ ماں کیا ہے ۱۱)یہ شام مجھ کو بنا دیتی_____اک جگنو

۱۲)خطوط_____بناتی ہیں جگنوؤں کی صفیں ۱۳)وہ جھوٹ ہی سہی کتنا_____جھوٹ تھا وہ

(ج) غیر متعلق الفاظ کی نشاندہی کیجئے۔

۱۴)جگنو ، قندیل ، چراغ ۱۵)برسات ، گھٹا ، زمین

۱۶) راہ ، منزل ، جنگل ۱۷)سُرمئی ، تاریک ، سرخ

۱۸)موت ، جوانی ، بچپن

سرگرمی: ۱) ''ماں'' دورِ حاضر کے شاعر منور رانا کا پسندیدہ موضوع ہے۔ان کے اشعار جمع کیجئے۔

۲) علامہ اقبال کی نظم ''ماں کا خواب'' کو اسٹیج پر پیش کیجئے۔

☆☆☆

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

سبق:11

درشٹی

زہرہ جمال

تخلیق: افسانہ نثری ادب کی مقبول صنف ہے۔ بچپن سے ہی انسان کہانی کا شیدائی ہوتا ہے۔ دراصل افسانہ ہو یا کہانی واقعات کا مجموعہ ہوتی ہے۔ اس میں کرداروں کے ذریعے سماج میں بسنے والوں کی زندگی کی تصویر پیش کی جاتی ہے۔ اس میں حقیقت اور تخیل کی رنگ آمیزی کی جاتی ہے۔ افسانہ میں پلاٹ اور کردار کا ہونا ضروری ہے۔ افسانے رومانی، اصلاحی، سماجی اور نفسیاتی، کسی بھی موضوع پر لکھے جاسکتے ہیں۔

تخلیق کار: زہرہ جمال 1931ء ممبئی میں پیدا ہوئیں۔ تعلیم وتدریس کے پیشے سے وابستہ رہیں۔ مطالعہ ان کا اہم مشغلہ رہا۔ تعلیمی دور سے ہی لکھنا شروع کیا لیکن ایک طویل مدت تک ان کا قلم خاموش رہا۔ 1970ء سے باقاعدہ لکھ رہی ہیں۔ وہ زندگی کا گہرا شعور رکھتی ہیں۔ انھوں نے سماج سے جڑے اہم مسائل پر دلوں کو چھونے والے افسانے لکھے ہیں۔ افسانہ ''درشٹی'' اس کی مثال ہے۔ اس افسانے میں مصنفہ نے سماجی مسئلہ یعنی فرقہ پرستی کی لعنت دور کرنے اور قومی یکجہتی کا پرچم لہرانے کا پیغام دیا ہے۔

آنکھوں کے آپریشن سے ایک کرشماتی فضا پیدا ہوگئی۔ الیکشن کی آخری میٹنگ باقی تھی۔ پارٹی کے سارے خاص اور عام ورکر خوش تھے۔ شعلہ بیاں، سحر طراز نیتا آنکھوں کے اسپتال سے صحت یاب ہوکر واپس آگئے تھے۔ ایک مدت بعد وہ سب کو دیکھ کر پہچان رہے تھے۔ ایکسیڈنٹ میں کھوئی ہوئی بینائی انھیں دوبارہ مل گئی تھی۔ ان کا کامیاب آپریشن کسی آنکھیں دان کرنے والے کی مہربانی سے ممکن ہوا تھا۔

یہ آنکھیں جوان کی پلکوں کی اوٹ سے مسکرا رہی تھی۔ ایک اسکول پرنسپل کی آنکھیں تھیں، جس نے تمام عمر اولادِ آدم کو ایک آنکھ سے دیکھا تھا اور جو چاہتا تھا کہ اس کی آنکھیں اس کے مرنے کے بعد بھی دیکھتی رہیں۔ پرنسپل نے ساری زندگی تاریخ پڑھی اور پڑھائی تھی۔ دنیا کی تاریخ، ہندوستان کی تاریخ، ہر عہد کی تاریخ۔ ان آنکھوں نے انسان کو ہر نقطۂ نظر سے دیکھا تھا۔ ڈارون کے نظریے کو پڑھنے کے بعد بھی ان کو یقین تھا کہ انسان

@KSEB NOT TO BE REPUBLISHED

جنت سے نکالے ہوئے آدم کی اولاد ہے۔ یہ عقیدہ تقریباً ہر مذہب میں کسی نہ کسی شکل میں موجود تھا۔ کرموں کا پھل، جزا اور سزا، جنت اور دوزخ، بھرت نارائن جی سب کو مانتے تھے۔ ان کو یقین تھا کہ سب انسان ایک ہی مہا آتما سے جڑے ہوئے ہیں جس نے ان کو مٹی کا جسم دیا ہے۔ جسم اور روح کی تقدیس انسان کی تہذیب ہے، جسے شیطان مٹانا چاہتا ہے۔

بھرت نارائن جی نے انسان، انسان میں کبھی فرق نہیں برتا تھا۔ ان کا برتاؤ ذات پات مذہب سب سے بے نیاز تھا۔ تمام عمر نئی نسلوں کے درمیان گزار کر وہ بڑھاپے میں بھی جوان تھے۔ ان کی موت اچانک ہوئی اور ان کی وصیت کے مطابق ان کی آنکھیں آئی بنک کو دے دی گئیں۔ آنکھیں جن کی ودیا چرن جی کو ضرورت تھی، ملک کو ضرورت تھی۔ انسانیت کو ضرورت تھی۔

ودیا چرن جی کٹر بنیاد پرست سیاستداں تھے۔ جہاں تقریر کرتے، ایک سلگتی چنگاری چھوڑ جایا کرتے جو دھیرے دھیرے شعلے بن جاتی اور شہر کو کچھ دن کے لیے وحشت اور درندگی کے دور کی طرف لے جا کر نفرت کا دریا بن جاتی۔ آگ گھر گھر بھڑکتی اور انسان، انسان کو بھسم کرنے اور لوٹنے پر آمادہ ہو جاتا۔ بھارت کا یہ حال دیکھ کر آسمانوں کی پاک روحیں کتنی بے کل ہوتی ہوں گی جب زمیں پر پاپی روحیں بھی خوف زدہ ہو جاتیں اور توبہ کرنے لگتیں۔

ودیا چرن جی کی تقریر جہاں ہوتی اس کا ایک ایک حرف مولانا رجب تک پہنچتا اور وہ اس کا ترکی بہ ترکی جواب دیتے۔ ودیا چرن جی کے چیلے، جہاں ان کا جلسہ رکھتے، مولانا رجب کے معتقدین ان کا بھی وہیں آس پاس بیان رکھتے۔



@ITBS NOT TO BE REPUBLISHED

اس بار الیکشن کی آخری رات میں دونوں کے بیانات اسی طرح ہونے والے تھے۔ ودیا چرن جی کا کئی ماہ سیاست سے کنارہ کش رہنا، ان کے چیلوں کے لئے پریشان کن بن گیا تھا۔ آج ان کی کامیابی سے اسپتال سے واپسی پر وہ نہال تھے۔ ڈاکٹروں نے ودیا چرن جی کو کچھ عرصے آرام کی ضرورت بتائی تھی تاہم وہ اپنی پارٹی کی خاطر جلسے میں تقریر کرنے کو آمادہ ہو گئے۔

ہاروں سے لدے پھندے ودیا چرن جی مائک پر آئے تو ان کے پرستاروں کے دل سینوں میں اچھلنے لگے۔ ہر دل میں یہی جوش تھا کہ بابری مسجد اور رام مندر کا مسئلہ آج طے ہو جائے گا۔ ودیا چرن جی سحر بیانی سے تمام سننے والوں کو جکڑ لیں گے۔

مگر یہ کیا؟ ودیا چرن جی کی زبان سے تو محبت بھرے بول نکل رہے تھے۔

''بھارت ایک ماں ہے۔ اے ہندوؤ، مسلمانو، سکھو، عیسائیو، پارسیو اور دوسرے دھرموں کا پالن کرنے والو! آج یہ ماں اتنے بڑے سنکٹ میں ہے جہاں کوئی بھی سچا مارگ درشک (راستہ دکھانے والا) نہیں رہا۔''

''بھائیو! ہم ماضی کے کھنڈروں میں تاریخ کے آثار دیکھ رہے ہیں اور ہمارے جوان بچے روٹی روزی کو ترس رہے ہیں۔ کھنڈر چاہے کسی دور کا ہو، دھارمک ہو یا نہ ہو اس میں ابابیلیں اور چمگادڑیں رہتی ہیں۔ ہمارے گھر جن کے آنگنوں میں ہمارے بالک دودھ مانگ رہے ہیں، ماں سے روٹی مانگ رہے ہیں، کپڑا صابن مانگ رہے ہیں، ہماری توجہ اپنی طرف کھینچ کھینچ کر کہہ رہے ہیں، جو مرچ مسالا چار آنے سیر ملتا تھا، پچاس، سو اور ڈیڑھ سو روپے کلو ہو گیا ہے۔ اگر ہم پراچین کال کے کھنڈروں میں جا کر سنیاس لے لیں تو بازار میں جرمن کی طرح ایک کلو آلو بھی لاکھوں کے ملیں گے۔

تاریخ ہمیں آگے بڑھنا سکھاتی ہے۔ ایک کال سے دوسرے کال میں پرویش کرنا سکھاتی ہے۔ زبانوں اور انسانوں کے ملن سے نئی تہذیبوں کا بننا سکھاتی ہے۔۔۔۔''

لوگ حیران تھے کہ ودیا چرن جی کیا کہہ رہے ہیں۔ کہاں جا رہے ہیں۔

مولانا رجب تک جب یہ خبر پہنچی کہ ودیا چرن جی کوئی زہریلی بات نہیں کر رہے ہیں تو وہ بھی حیران رہ گئے کہ اب کن باتوں کا جواب دیں۔ چنانچہ انھوں نے اپنے بیان میں کہا۔

©KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

بھائیو! چھوڑو ان پرانے قصوں کو اور اپنے بچے کی بات کرو۔ اسکول کی فیس اور کتابوں کی قیمت کی بات کرو۔

بھائیو! سوچو تو ہم سب زندگی کے دھارے میں ساتھ ساتھ بہتے رہے ہیں اور بہتے رہیں گے۔ ریل کا کرایہ ٹیکسی کا میٹر ہم سب کے لئے جتنا یکساں ہے۔ اسی طرح ہم بھی یکساں ہیں۔ راشن کی دکان پر گیہوں چاول کے لئے لوگ محتاجوں کی طرح لائنوں میں کھڑے نظر آتے ہیں۔ اگر ہم اس زمانے کی بات چھوڑ کر گزرے ہوئے دور کی باتوں پر فساد بڑھائیں گے تو دنیا والے ہمارا حال بھی وہی کریں گے جو کچھ عرصہ پہلے ہمارے ہی براعظم میں پڑوسی ملکوں کا ہوا۔ زہریلے مادوں نے، تیل کے بھیانک شعلوں نے انسانی زندگی کے لہلہاتے چمن اجاڑ دئے۔ پانی کی بوند اور روٹی کے نوالے کے لئے انسان وحشی بن گیا۔

''ہمارے پاس تمام تہذیبیں ہیں کیوں نہ ان کو نچوڑ کر ہم ایک آپسی تہذیب کی بنیاد ڈالیں جو ایک نئی تاریخ بنائے جو ساری دنیا کو امن بھائی چارے سکون اور سلامتی کا پیغام دے۔''

ادھر ودیا چرن جی کی تقریر جاری تھی اور لوگوں کے دماغ دہل گئے تھے، دلوں میں دیے جلنے لگے تھے۔

بھائیو! ضرورت ہے کہ ہم خود کو ہندوستان میں رہنے والے سب لوگوں کو، سب دنیا والوں کو اور دنیا کے ہر کونے میں ہونے والے ظلم کا خاتمہ کر کے انسانیت کو بچانے کے لئے تیار ہو جائیں۔

''دنیا ایک کنبہ تو بن ہی چکی ہے۔ کہیں بھی سوئی گرتی ہے تو ساری دنیا آواز سنتی ہے۔ ہم نے اپنے قریبی علاقوں میں بھی راکٹ اور میزائیلوں کی جنگیں دیکھ لیں اپنے ہاتھوں اپنا سروناش (تباہی) کرنے کی ایسی تیاری تو کسی کال میں انسان نے نہیں کی تھی۔۔۔ بھائیو! یہ اس مٹی کا فرض ہے جس پر کرشن، ارجن، رام سیتا، لکشمن، بدھ اور مہاویر پیدا ہوئے کہ آگے بڑھیں اور امن اور اہنسا کا پالن کرنے کا اپدیش دیں۔''

ودیا چرن کی آواز میں سچائی کی لپک تھی۔ لوگوں کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ انھیں اورنگ زیب اور کلائیو نہیں اپنے گھروں کے بچے دکھائی دینے لگے۔ ان کی ضرورتوں کا احساس ستانے لگا۔ سب نے ٹی وی پر بش اور صدام کی جنگ دیکھی تھی رات دن غارت گری، ہلاکت اور تباہی کا چرچا سن سن کر تھک گئے تھے۔ انھیں یہ اندیشہ ستانے لگا کہ اگر ملک اب بھی ذات پات اور دھرم کے نام پر جھگڑوں میں گھرا رہا تو ہمارا بھی وہی حشر ہوگا جو خلیجی ملکوں کا تابکاری سے ہوا۔ ہماری معاشی جڑیں، جو پہلے ہی ہل گئی ہیں، اکھڑ بھی سکتی ہیں۔۔۔ ودیا چرن جی سچ کہتے ہیں۔

مجمع میں بیٹھی اِندومتی سوچ رہی تھی سچ کہہ رہے ہیں ودیا چرن جی۔ ہمارے محلے میں سب ہی ذاتوں اور دھرموں کے لوگ مل کر رہتے ہیں۔ وقت بے وقت ایک دوسرے کے کام کرتے ہیں۔ پھر سارا دیش ہمارے محلے جیسا کیوں نہ بنے۔

NOT TO BE PUBLISHED ©KTBS

مولانا رجب کو جب خبر ملی کہ ودیا چرن جی ایکتا، اہنسا کی بات کر رہے ہیں تو وہ بھی صوفیوں اور ولیوں کی بات کرنے لگے۔

''خدا ایک ہے۔ ہم اس کے بندے بھی ایک ہیں۔ صدیوں سے مل جل کر رہنا ہماری روایت ہے۔ اور پھر ہم جائیں گے بھی کہاں اپنوں سے بھاگ کر۔۔۔ ہمیں ایک ہو کر خون خرابے کی سیاست اور بے ایمانی کو مٹانا ہے۔''

مولانا رجب کے مرید سوچ رہے تھے کہ مولانا حق بات کر رہے ہیں۔

پریس کے نمائندے، سی آئی ڈی کے حلقے حیران تھے کہ کیا نوٹ کریں۔ ودیا چرن جی تو مہاتما بن گئے۔

آسمانوں کی بلندی پر بھرت نارائن جی کی روح اپنی آنکھوں کی کامیابی پر مسکرا رہی تھی۔ ودیا چرن جی ان کی درشٹی (بصارت) اپنا چکے تھے۔ اب وہ سب بھارت واسیوں کو ایک نظر سے دیکھنے لگے تھے۔ سچائی کے سُرور میں سننے والے بھی بے خود ہو گئے اور اسی درشٹی میں ڈوب گئے۔

فرہنگ

I الفاظ و معانی:

برتا = استعمال کیا

درشٹی = (ہ۔مث) بصارت، نظریہ

کرشماتی = کراماتی

ورکر = (انگریزی لفظ) کام کرنے والا

نقطۂ نظر = (ا۔مذ) اندازِ نظر

پالن = (ہ۔مذ) حکم ماننا

عقیدہ = (ا۔مذ) ایمان

پرویش کرنا = (ہ۔مذ) داخل ہونا

نظریے = (ا۔مذ) نظریہ کی جمع، وہ مسئلہ جس میں نظر و فکر سے کام لیا جائے

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

تقدس = (ا۔مذ) پاکیزگی　　نیتا = (س۔مذ) لیڈر، رہنما

وصیت = (ا۔مث) آخری نصیحت　　دھارمک = (ا۔مذ) مذہبی

کھنڈر = (ا۔مذ) ٹوٹا ہوا مکان، ویرانہ　　پراچین کال = (س۔مذ) قدیم زمانہ

مرید = (ا۔مذ) شاگرد　　جنم بھومی = (ہ۔مث) پیدائش کی جگہ، آبائی وطن

سرور = (ا۔مذ) خوشی، خمار　　تیاگ = (ہ۔مذ) چھوڑنا

وحشت = (ا۔مث) دیوانگی　　مارگ درشک = (ہ۔مذ) راستہ بتانے والا

معتقدین = (ا۔مذ) اعتقاد رکھنے والے　　سنکٹ = (ہ۔مث) مشکل

آثار = (ا۔مذ) اثر کی جمع، نقوش، نشان، بنیاد، طور طریقے

(ب) محاورے:

• ایک آنکھ سے دیکھنا = سب کو یکساں سمجھنا، انصاف پسند ہونا

• بھسم کر دینا = جلا دینا، تباہ و برباد کر دینا۔

(ج) تراکیب:

بنیاد پرست = کٹر اور تنگ نظر　　کنارہ کشی = دُور ہو جانا

مہا آتما = عظیم روح والا　　شعلہ بیان = جادو بیان، پُرجوش اندازِ بیان

سحر طراز = جادو کرنے والا

II (الف) ایک جملے میں جواب دیجئے۔

۱) الیکشن کی کونسی میٹنگ باقی تھی؟

۲) آنکھیں کس نے دان کی تھیں؟

۳) کونسا عقیدہ ہر مذہب میں موجود ہے؟

۴) پرنسپل کی وصیت کے مطابق آنکھیں کس کو دی گئیں؟

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

۵) ودیاچرن جی کی تقریر کا جواب کون دیا کرتے تھے؟

۶) آپریشن کے بعد ودیاچرن جی تقریر کرنے آئے تو پرستار کیوں پُرجوش نظر آرہے تھے؟

۷) ودیاچرن جی کے مطابق تاریخ ہمیں کیا سکھاتی ہے؟

۸) پریس کے نمائندے کیوں حیران تھے؟

(ب) مختصر جواب لکھئے۔

۹) پرنسپل بھرت نارائن کی ساری زندگی کس کام میں گذری؟

۱۰) ودیاچرن جی کون تھے اور ان کا کارنامہ کیا تھا؟

۱۱) ودیاچرن نے تقریر میں کس کی بات کرنے اور کس کی بات چھوڑنے کا حکم دیا؟

۱۲) آپسی تہذیب سے کس قسم کی تاریخ وجود میں آئے گی؟

۱۳) ملک میں اب بھی دھرم کے نام پر جھگڑا ہوتا رہے تو کیا ہوگا؟

۱۴) ودیاچرن کے اہنسا کی بات کرنے پر مولانا رجب نے کیا کہا؟

۱۵) بھرت نارائن جی کی روح کیوں مسکرا رہی تھی؟

(ج) تفصیلی جواب لکھئے۔

۱۶) پرنسپل صاحب کے عقائد کیا تھے؟

۱۷) ودیاچرن جی نے آپریشن کے بعد کی تقریر میں بھارت کے متعلق کیا کہا؟

۱۸) اس افسانے میں موجودہ دور کی کن کن خامیوں کی جانب اشارہ کیا گیا ہے؟

III (الف) متن کے حوالے سے تشریح کیجئے۔

۱۹) ''دھرموں کا پالن کرنے والو! آج یہ ماں اتنے بڑے سنکٹ میں ہے جہاں کوئی بھی سچا مارگ درشک نہیں رہا۔''

۲۰) ''بھائیو! ہم ماضی کے کھنڈروں میں تاریخ کے آثار دیکھ رہے ہیں۔''

۲۱) ''خدا ایک ہے۔ ہم اس کے بندے بھی ایک ہیں۔''

۲۲) ''پھر سارا دیش ہمارے محلے جیسا کیوں نہ بنے۔''

۲۳) ''ہمیں ایک ہوکر خون خرابے کی سیاست اور بے ایمانی کو مٹانا ہے۔''

۲۴) ''جس نے تمام عمر اولادِ آدم کو ایک آنکھ سے دیکھا تھا۔''

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

(ب) الفاظ کو جملوں میں استعمال کیجئے۔

عقیدہ، کھنڈروں، آثار، درشٹی، وحشت، وصیت

(ج) ان جملوں میں کرداروں کے نام لکھئے۔

۲۵) ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جی نے انسان، انسان میں کبھی فرق نہیں برتا تھا۔

۲۶)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جی کٹر بنیاد پرست سیاست دان تھے۔

۲۷) تقریر کا ایک ایک حرف۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔تک پہنچتا اور وہ اس کا ترکی بہ ترکی جواب دیتے۔

۲۸) ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔نے ودیا چرن جی کو کچھ عرصے آرام کی ضرورت بتائی تھی۔

۲۹) مجمع میں بیٹھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سوچ رہی تھی، پھر سارا دیش ہمارے محلے جیسا کیوں نہ بنے۔

(د) پہلے دو لفظوں کی مناسبت سے تیسرے لفظ کا جوڑ لکھئے:

(1) بدایوں کے شام وسحر : خودنوشت سوانح :: درشٹی : ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

(2) خاص : عام :: سزا : ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

(3) مہا آتما : عظیم روح والا :: سحر طراز : ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

(4) ایک آنکھ سے دیکھنا : سب کو یکساں سمجھنا :: بھسم کر دینا :۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

(ھ) مندرجہ ذیل سوالات کے موزوں ترین جوابات کی نشاندہی کیجئے۔

۳۰) افسانہ ''درشٹی'' کے افسانہ نگار کی نشاندہی کیجئے۔

(الف) زہرہ بتول (ب) زہرہ جبین (ج) زہرہ جمال (د) فاطمہ زہرہ

۳۱) محاورہ ''ترکی بہ ترکی جواب دینا'' کا مطلب ہے۔

(الف) کاہلی سے جواب دینا

(ب) سوچ سمجھ کر جواب دینا

(ج) سرعت کے ساتھ جواب دینا

(د) سخت جواب دینا

NOT TO BE REPUBLISHED @KTBS

۳۲) پارٹی کے سارے خاص وعام خوش تھے کیونکہ

(الف) دعوتِ عام کا اعلان ہو چکا تھا (ب) الیکشن کے دن آ گئے تھے

(ج) نیتا جی صحت یاب ہو کر واپس آ رہے تھے (د) آج پارٹی فنڈ تقسیم ہونے والا تھا

۳۳) ''یہ ماں اتنے سنکٹ میں ہے جہاں کوئی بھی سچا مارگ درشک (راستہ دکھانے والا) نہیں رہا'' یہ جملہ انھوں نے کہا۔

(الف) چودھری چرن سنگھ (ب) ودیا چرن جی

(ج) بالا چرن جی (د) ہری چرن

۳۴) مولانا رجب اس لئے حیران ہو گئے کیونکہ

(الف) ودیا چرن جی نے زہر اگلنا ترک کر دیا (ب) ودیا چرن جی رقص کرنے لگے

(ج) مولانا کی طرح چرن جی نے پگڑی باندھ رکھی تھی (د) ودیا چرن جی پھول تقسیم کر رہے تھے

۳۵) مجمع میں بیٹھی خواتین میں کس نے سوچا ''سارا دیش ہمارے محلہ جیسا کیوں نہ بنے''

(الف) پدماوتی (ب) مدھومتی (ج) اندراوتی (د) اندومتی

قواعد:

I- مرکب جملے کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) مرکب مطلق (۲) مرکب ملتف

1) گھنٹی بج رہی تھی اور بچے اسکول کی جانب دوڑ رہے تھے۔

2) مُنی گا رہی تھی اور منا کھیل رہا تھا۔

مذکورہ بالا جملے دو جملوں کا مرکب ہیں۔ اس پورے جملے میں دو کام بیان کئے گئے ہیں معنی کے اعتبار سے دونوں مکمل ہیں۔ ان کو علاحدہ کر کے پڑھنے سے ان کے معنی ومفہوم پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ان میں ہر مفرد جملہ مساوی ہے۔ البتہ دونوں کو حروف عطف ''اور'' سے جوڑا گیا ہے ایسے جملے ''مرکب مطلق'' کہلاتے ہیں۔

مرکب مطلق کی چار قسمیں ہیں: (1) وصلی (2) تردیدی (3) استدراکی (4) سببی

1) شاہد نے ٹکٹ خریدا اور بس میں سوار ہوا۔

2) پرنسپل نے ساری زندگی تاریخ پڑھی اور پڑھائی تھی۔

یہ وصلی جملے کی مثالیں ہیں۔ ان جملوں کے درمیان حروفِ عطف ہوتا ہے مگر جملے کے دونوں اجزاء ایک دوسرے سے تعلق رکھتے ہیں۔

1) بھرت نارائن کی درشٹی کا کمال تھا ورنہ ودیا چرن جی اندھے ہی رہ جاتے۔

NOT TO BE REPUBLISHED @KTBS

2) سمجھ کر پڑھا کرو، ورنہ تم فیل ہوجاؤ گے۔

ان جملوں میں ایک جز دوسرے جز کی ضد ہے۔ جملے کے دوسرے جز سے پہلے جز کی تردید یا مخالف معنی ظاہر ہورہے ہیں۔ ایسا جملہ جس میں ایک جز دوسرے جز کی ضد ہو اور درمیان میں حرفِ تردید یعنی ''ورنہ'' کا استعمال کیا جائے تو وہ تردیدی جملہ کہلاتا ہے۔

II۔ درج ذیل ہر سوال کے لئے چار متبادل دئے گئے ہیں، ان میں سے سب سے مناسب جواب چن کر لکھئے:

1. مرکب جملہ کی قسمیں ہیں۔

(الف) ایک (ب) دو تین (ج) (د) چار

2. مرکب مطلق قسمیں کی تعداد ہے۔

(الف) دو (ب) چار (ج) چھ (د) آٹھ

3 ایک دوسرے سے تعلق رکھنے والے مرکب جملے کے دو اجزاء کو حروفِ عطف سے جوڑا جائے تو وہ جملے کہلاتا ہے۔

(الف) سببی (ب) وصلی (ج) تردیدی (د) استدراکی

4. ''سمجھ کر پڑھا کرو، ورنہ تم فیل ہوجاؤ گے''۔ یہ جملہ ہے۔

(الف) سببی (ب) وصلی (ج) تردیدی (د) استدراکی

5. ''شاہد نے ٹکٹ خریدا اور بس میں سوار ہوا''۔ یہ جملے کی مثال ہے۔

(الف) پیچیدہ (ب) مفرد (ج) سببی (د) وصلی

سرگرمی:

اِس کہانی کو ڈرامے کی شکل میں اسٹیج پر پیش کیجئے۔

☆☆☆

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

سبق:12



مرثیہ

میر انیسؔ

تخلیق: مرثیہ اس نظم کو کہتے ہیں جس میں مرحوم شخص کی تعریف کی جاتی ہے۔ مرثیے کی دو قسمیں ہیں۔

(1) کربلائی مرثیہ (2) شخصی مرثیہ

کربلائی مرثیے میں حضرت امام حسینؓ، ان کے عزیزوں اور رفیقوں کی شہادت کے واقعات بیان کئے جاتے ہیں۔ عموماً مرثیے مسدس کی ہیئت میں لکھے جاتے ہیں۔ مسدس کے ہر بند میں چھ مصرعے ہوتے ہیں۔ جس کے پہلے چار مصرعے ہم قافیہ ہوتے ہیں اور بعد کے دو مصرعوں میں مختلف قافیے استعمال کئے جاتے ہیں۔

شخصی مرثیہ میں کسی وفات پانے والے کے اوصاف بیان کئے جاتے ہیں۔ شخصی مرثیے کی کوئی ہیئت متعین نہیں ہے۔

میر انیسؔ کے اس مرثیے میں حضرت امام حسینؓ کی رخصتی کا منظر بیان کیا گیا ہے۔ شہ امام اور شہ دین سے حضرت امام حسینؓ مراد ہیں۔ ان بندوں میں آپؓ کی زوجہ شہر بانوؓ اور بہن زینبؓ کی بے قراری کی تصویر کشی کی گئی ہے۔

تخلیق کار: میر ببر علی نام، قلمی نام میر انیسؔ وہ 1802ء کو فیض آباد میں پیدا ہوئے۔ دہلی کی تباہی کے بعد ان کا خاندان فیض آباد منتقل ہوا اور وہیں سکونت اختیار کی۔ ان کی تعلیم و تربیت فیض آباد میں ہوئی۔ انھوں نے فارسی، عربی اور دینی علوم کے علاوہ علم نجوم، رمل اور فن سپہ گری میں مہارت حاصل کی۔ شاعری ورثے میں ملی تھی۔ کم عمری میں مرثیہ کہنے کا شوق پیدا ہوا۔ بہت جلد اس صنف میں شہرت حاصل کی۔ انیسؔ مرثیے کے عظیم شاعر مانے جاتے ہیں۔ ان کا کلام فصاحت، سلاست، روانی اور بے ساختگی کا بہترین نمونہ ہے۔ انھیں الفاظ کا بادشاہ کہا جاتا ہے۔ وہ خود کہتے ہیں: ع

اک پھول کا مضموں ہو تو سو رنگ سے باندھوں

انیسؔ کے مرثیوں میں منظر کشی، جذبات نگاری، رواں دواں مکالمے بے مثال ہیں۔ ان کے مرثیے پانچ جلدوں میں شائع ہوئے ہیں۔ اردو کے اس عظیم مرثیہ گو شاعر کا انتقال 72 سال کی عمر میں 1874ء کو ہوا۔

NOT TO BE REPUBLISHED © KTBS

جب بندھ چکیں صفیں تو عَلم کھل گئے تمام
غل پڑگیا کہ جنگ کو نکلے شہ امام
حلقے میں اہل بیت کے روتے تھے یاں امام
لپٹی ہوئی تھی قدموں سے بانوئے نیک نام
بکھرائے سر کے بال حرم ساتھ ساتھ تھے
پٹکے میں شاہِ دیں کے ، سکینہؓ کے ہاتھ تھے

زینبؓ کے اضطراب پہ شہ روئے زار زار
فرمایا، اے بہن تری الفت کے میں نثار
یاد آگیا حسینؓ کو اس وقت ماں کا پیار
لیکن میں کیا کروں نہیں کچھ میرا اختیار
واللہ اپنے قول کا ہردم خیال ہے
بہنا، حُسینؓ مخبرِصادق کا لال ہے

بچپن میں جو زباں سے کہا ہے کریں گے ہم
کھائیں گے تیرِ ظلم، لہو میں بھریں گے ہم
حلق اپنا زیرِ خنجرِ قاتل دھریں گے ہم
اُمت کے بخشوانے کو ، پیاسے مریں گے ہم
اب ہاتھ اٹھاؤ فاطمہؓ کے نورِ عین سے
ہوگی کبھی نہ وعدہ خلافی حسینؓ سے

یہ سن کے گر پڑی جو قدم پر وہ نوحہ گر
لپٹا لیا گلے سے بہن کو بہ چشم تر
رو کر کہا کہ ہوتا ہے ٹکڑے مرا جگر
زینبؓ خدا کے واسطے ، پیٹو نہ اپنا سر
خاصانِ حق کا خلق میں رُتبہ بلند ہے
صابر رہو کہ صبر ، خدا کو پسند ہے

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

فرہنگ

I(الف) الفاظ ومعانی:

پٹکے = (ا۔مذ) کمر بند　　چشمِ تر = (ف۔صف۔مث) بھیگی آنکھ

صف = (ا۔مث) قطار　　عَلَم = (ا۔مذ) جھنڈا

نوحہ گر = (ا۔مذ) رونے والا، ماتم کرنے والا　　نورِعین = آنکھوں کا نور، مراد بیٹا

خاصانِ حق = (ا۔مذ) سچے لوگ، حق پر ایمان رکھنے والے خاص لوگ

حرم = (ا۔مذ) شرفاء کا زنان خانہ، گھر والی، منکوحہ بیوی، خانۂ کعبہ کی چار دیواری

شہ امام = (ا۔مذ) اماموں کے بادشاہ، مراد حضرت امام حسینؓ

وعدہ خلافی = (ا۔مث) وعدہ پورا نہ کرنا

مخبرِ صادق = (ا۔مذ) سچی خبر دینے والا، کنایتہً حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(ب) محاورات:

سر پیٹنا = ماتم کرنا　　غل پڑنا = شور مچنا

ہاتھ اٹھانا = سلام کرنا، دعائے خیر کرنا، کام ترک کر دینا، مایوس ہونا، ناامید ہونا

II(الف) ایک جملے میں جواب دیجئے۔

۱) صف باندھنے کے بعد کیوں غل مچا؟

۲) حضرت امام حسینؓ کے قدموں سے کون لپٹا تھا؟

۳) شاہِ دین کو روکنے کے لئے سکینہؓ نے کیا کیا؟

۴) حضرت امام حسینؓ کو پیاسا مرنا کیوں گوارا تھا؟

۵) حضرت فاطمہؓ کا نورِعین کس کو کہا گیا ہے؟

۶) صبر کی ہدایت کیوں کی گئی؟

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

(ب) مختصر جواب دیجئے۔

۷) حضرت امام حسینؓ کے رختِ سفر باندھتے ہی کونسا منظر سامنے آیا؟

۸) حضرت زینبؓ کے اضطراب پر امام حسینؓ کا کیا ردِّعمل تھا؟

۹) حضرت امام حسینؓ اُمت کے واسطے کیا کچھ کر گذرنا چاہتے تھے؟

III(الف) ذیل میں دیئے گئے الفاظ کے ساتھ مناسب لاحقوں کو جوڑ کر مرکبات بنایئے۔

حق گر نام بیت عین امام دین تر

شہ۔۔۔، نیک۔۔۔، چشم۔۔۔، نوحہ۔۔۔، شاہ۔۔۔، خاصان۔۔۔، نور۔۔، اہل۔۔۔۔،

(ب) مناسب محاوروں کا استعمال کیجئے۔

ہاتھ اُٹھالینا، غل برپا ہونا، سر پیٹ لینا

۱۰) شہر میں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کہ فضائی حملہ ہونے والا ہے۔

۱۱) امتحان کے بُرے نتائج دیکھ کر اس نے اپنا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔لیا۔

۱۲) بھائی نے اپنی ذمہ داری سے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔لیا۔

(ج) اِس مرثیے کے آخری دو بند زبانی یاد کیجئے۔

(د) ذیل میں ہر سوال کے چار جوابات درج ہیں۔ موزوں ترین جواب چن کر لکھئے۔

۱۳) جس نظم میں کسی مرحوم شخص کی تعریف کی جائے وہ ہے۔

(الف) منقبت (ب) مثنوی (ج) مرثیہ (د) قصیدہ

۱۴) میدانِ جنگ میں اس وقت ہنگامہ برپا ہوا جب

(الف) اعلانِ جنگ کی آواز آئی (ب) اہل بیت ایک جگہ جمع ہو گئے

(ج) حضرت امام حسینؓ جنگ کے لئے نکلے (د) بارانِ رحمت کی آمد ہوئی

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

۱۵) حضرت امام حسینؓ نے اہل بیت سے صبر کی تلقین اس لئے کی کیونکہ

(الف) دوسرا کوئی اور راستہ نہیں تھا (ب) اہل بیت سے صبر کا دامن چھوٹنے لگا تھا

(ج) اضطراب، اطمینان سے بدل سکتا تھا (د) اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے

۱۶) حضرت امام حسینؓ دنیا سے رخصت ہونے کے لئے تیار تھے کیونکہ

(الف) یہی جنت پانے کا واحد راستہ تھا (ب) دشمنانِ حق کو رحم آجائے

(ج) امت کی بخشش کا ذریعہ بنیں (د) اہل بیت کو سرخ روئی نصیب ہو

۱۷) حضرت امام حسینؓ کو ماں کا پیار اس وقت یاد آیا جب

(الف) لختِ جگر کو مایوس دیکھا (ب) بہن زینبؓ کو بے چین دیکھا

(ج) میدانِ جنگ میں علم بلند ہوا (د) اصغرؓ پیاسے تڑپ رہے تھے

سرگرمی:

۱) بحیثیتِ چشم دید گواہ کسی حادثہ کا منظر بیان کیجئے۔

۲) اس مرثیے کے ہر بند میں استعمال کئے گئے قافیوں کی فہرست بنائیے۔

۳) جاں نثار اختر نے بیوی صفیہ اختر کے انتقال پر نظم ''خاکِ دل'' لکھی۔ اس نظم سے چند مصرعے نقل کئے گئے ہیں۔ اُسے پڑھ کر خط کشیدہ الفاظ کے معنی سمجھنے کی کوشش کیجئے۔

اے مری شمعِ وفا، اے مری منزل کے چراغ
آج تاریک ہوئی جاتی ہیں راہیں میری

تجھ کو روؤں بھی تو کیا روؤں کہ اِن آنکھوں میں
اشک پتھر کی طرح جم سے گئے ہیں میرے

آج سوتا ہی تجھے چھوڑ کے جانا ہوگا
ناز، یہ بھی غمِ دوراں کا اُٹھانا ہوگا

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED



سبق:13

سویرے جو کل آنکھ میری کھلی

U2E2A5

پطرس بخاری

تخلیق: زندگی کی بے ترتیبیوں اور کوتاہیوں کو اس طرح پیش کرنا کہ قاری برا ماننے کے بجائے مسکرا کر رہ جائے یا پھر ہنسی کا فوارہ چھوٹ جائے یہی مزاح ہے۔ اردو ادب میں مزاحیہ تحریروں کا ذخیرہ موجود ہے مگر بہت کم ادیبوں نے اپنا لوہا منوایا ہے۔ اکثر مزاح نگار مزاحیہ انداز میں بڑے پتے کی باتیں کہہ جاتے ہیں۔

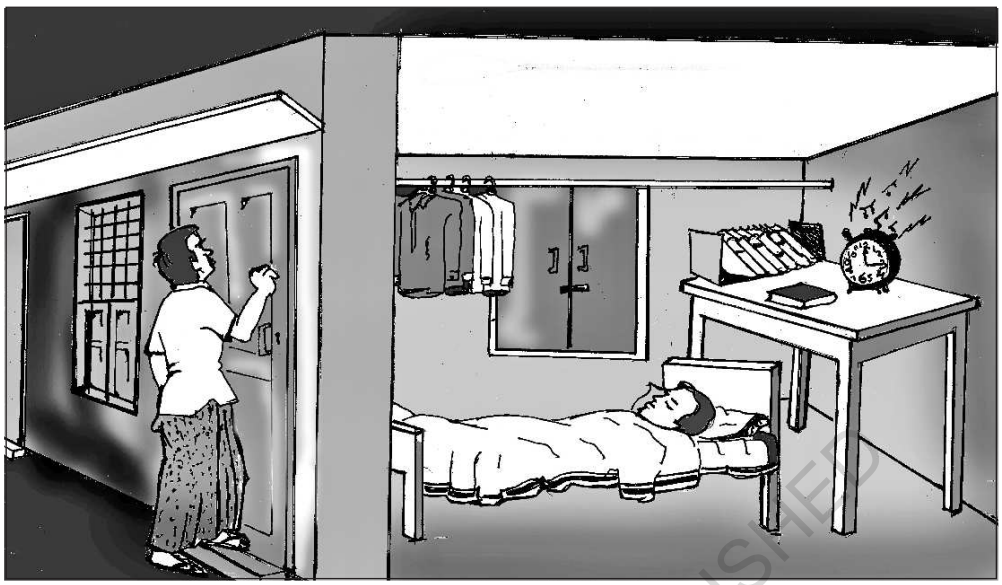
مزاح نگار کا کمال یہ ہے کہ وہ مضمون میں ایسے کردار پیش کرتا ہے کہ قاری اپنی اُفتادِ طبع سے ان کرداروں کا حلیہ اپنے ذہن میں محفوظ کر لیتا ہے۔ اور ان کرداروں سے پوری طرح حظ اُٹھاتا ہے۔

تخلیق کار: نام سید احمد شاہ بخاری اور قلمی نام پطرس بخاری، یکم اکتوبر 1898ء کو پشاور میں آپ کی پیدائش ہوئی اور وہیں ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ اعلیٰ تعلیم پہلے لاہور میں پھر چھ سال کیمبرج یونیورسٹی لندن میں حاصل کی۔ دورانِ تعلیم اپنی علمی قابلیت کی بنا پر طلبہ و اساتذہ میں یکساں شہرت حاصل کی۔

ولایت سے واپسی کے بعد وہ ٹریننگ کالج اور پھر گورنمنٹ کالج لاہور میں انگریزی کے استاد منتخب ہوئے۔ اس کے بعد محکمۂ آل انڈیا ریڈیو میں پہلے اسسٹنٹ ڈائرکٹر بنے، 1940ء میں ڈائرکٹر جنرل بنائے گئے اور کافی شہرت پائی۔ 1955ء میں انھیں اقوامِ متحدہ میں شعبۂ اطلاعات کا جنرل سکریٹری بنایا گیا۔ اس عہدہ پر فائز ہونے والے آپ پہلے ایشیائی تھے۔ انگریزی ادب سے گہری واقفیت نے انھیں انگریزی ادب کی لطافتوں کو اردو ادب میں سمونے کی کوششوں کو کامیابی سے ہمکنار کیا۔ مزاح نگاری میں ان کا انداز منفرد ہے۔ ان کے مزاحیہ مضامین کا مجموعہ ''پطرس کے مضامین'' بے حد مقبول ہے۔ ان کا یہ مزاحیہ مضمون کاہل طلبہ کی منہ بولتی تصویر ہے۔

گیدڑ کی جب موت آتی ہے تو وہ شہر کی طرف بھاگتا ہے، ہماری جو شامت آئی تو ایک دن اپنے پڑوسی لالہ کرپا شنکر جی برہمچاری سے برسبیلِ تذکرہ کہہ بیٹھے کہ لالہ جی امتحان کے دن قریب آئے جاتے ہیں، آپ سحر خیز ہیں، ذرا ہمیں بھی صبح جگا دیا کیجئے۔

NOT TO BE REPUBLISHED @KSBS



وہ حضرت بھی معلوم ہوتا ہے لفظوں کے بھوکے بیٹھے تھے۔ دوسرے دن اٹھتے ہی انھوں نے ایشور کا نام لے کر ہمارے دروازے پر مکّا بازی شروع کی۔ کچھ دیر تک تو ہم سمجھے کہ عالمِ خواب ہے، ابھی سے کیا فکر، جاگیں گے تو لاحول پڑھیں گے، لیکن یہ گولہ باری تیز، لمحہ بہ لمحہ تیز ہوتی گئی اور صاحب جب کمرے کے چوبی دروازے لرزنے لگے، صراحی پر رکھا گلاس جلترنگ کی طرح بجنے لگا اور دیوار پر لٹکا ہوا کلینڈر پنڈولم کی طرح ہلنے لگا تو بیداری کا قائل ہونا ہی پڑا۔ مگر اب دروازہ ہے کہ برابر لگاتار کھٹکھٹایا جا رہا ہے۔ میں کیا میرے آبا و اجداد کی روحیں اور میری قسمتِ خوابیدہ تک جاگ اٹھی ہوگی۔ بہتیرا آوازیں دیتا ہوں۔۔۔۔۔۔''اچھا اچھا، تھینک یو ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جاگ گیا ہوں۔۔۔۔۔۔ بہت اچھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔نوازش ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔'' آں جناب ہیں کہ سنتے ہی نہیں۔ خدایا کس آفت کا سامنا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ یہ سوتے کو جگاتے ہیں یا مُردے کو جِلا رہے ہیں اور حضرت عیسیٰؑ بھی تو بس واجبی طور پر ہلکی سی ''قُم'' کہہ دیا کرتے ہوں گے، زندہ ہو گیا تو ہو گیا نہیں تو چھوڑ دیا، کوئی مُردے کے پیچھے لٹھ لے کر تھوڑی پڑ جاتے تھے، تو پیں داغا کرتے تھے، تو ہم سے بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اٹھ کر دروازے کی چٹخنی کھول دیتے؟ پیشتر اس کے بستر سے باہر نکلیں، دل کو جس قدر سمجھانا بجھانا پڑتا ہے، اس کا اندازہ کچھ اہلِ ذوق ہی لگا سکتے ہیں۔ آخر کار جب لیمپ جلایا تو ان کو باہر سے روشنی نظر آئی۔ اب ہم جو کھڑکی کے پاس پہنچے، آسمان کو دیکھتے ہیں تو جناب ستارے جگمگا رہے ہیں، سوچا آج

پتہ چلائیں گے۔۔۔۔۔۔۔۔ یہ سورج آخر کس طرح نکلتا ہے۔۔۔۔۔۔۔ لیکن جب ہم نے گھوم گھوم کر کھڑکی اور روشن دان میں سے دیکھا اور بزرگوں سے صبحِ کاذب کی جتنی نشانیاں سنی تھیں، ان میں سے ایک بھی کہیں نظر نہ آئی۔۔۔۔۔۔۔ تو فکر سا لگ گیا کہ آج کہیں سورج گہن نہ ہو، کچھ سمجھ میں نہ آیا تو پڑوسی کو آواز دی۔

''لالہ جی !''

''لالہ جی !''

جواب آیا، ''ہوں''

میں نے کہا، ''آج یہ کیا بات ہے کچھ اندھیرا سا ہے۔''

کہنے لگے، ''اور کیا تین بجے ہی سورج نکل آئے گا۔''

تین کا نام سن کر ہوش گم ہو گئے، چونک کر پوچھا، ''کیا کہا تم نے؟''

''تین بجے ہیں''

کہنے لگے تین۔۔۔۔۔۔۔ تو۔۔۔۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔'' کچھ سات، ساڑھے سات منٹ اوپر''

میں نے کہا ارے کمبخت، خدائی فوج دار، بدتمیز کہیں کے، میں نے تجھ سے یہ کہا تھا کہ سویرے اٹھا دینا یا یہ کہا تھا کہ سرے سے سونے ہی نہ دینا۔۔۔۔۔۔۔ تین بجے جاگنا بھی کوئی شرافت ہے؟ ہمیں تو نے ریلوے گارڈ سمجھ رکھا ہے؟ تین بجے اٹھا کرتے تو دادا کے منظورِ نظر نہ ہوتے؟ ابے احمق کہیں کے، تین بجے اٹھ کر ہم زندہ رہ سکتے ہیں؟ امیر زادے، کوئی مذاق ہے؟

''لاحول ولاقوۃ''

دل چاہتا تھا کہ عدم تشدد کو خیر باد کہہ دوں، لیکن پھر خیال آیا کہ بنی نوع انسان کی اصلاح کا ٹھیکہ ہم نے لے رکھا ہے۔ ہمیں اپنے کام سے غرض۔ لیمپ بجھایا اور بڑبڑاتے ہوئے پھر سو گئے۔

اور پھر حسب معمول بھلے آدمیوں کی طرح نہایت اطمینان سے دس بجے اٹھے، بارہ بجے تک منہ ہاتھ دھویا اور چار بجے چائے پی کر ٹھنڈی سڑک کی سیر کو نکل گئے۔

یہ تو ہم جانتے ہیں کہ سویرے اٹھنا ہو تو جلدی ہی سو جانا چاہیے۔ کھانا باہر ہی سے کھا آئے تھے۔ بستر میں داخل ہو گئے۔ چلتے چلتے خیال آیا کہ لالہ سے جگانے کے لیے کہہ ہی نہ دیں، یوں ہماری قوت ارادی کافی زبردست ہے، جب چاہیں اٹھ سکتے ہیں لیکن پھر بھی کیا حرج ہے۔ ڈرتے ڈرتے آواز دی۔۔۔۔۔ ''لالہ جی''

©KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

انھوں نے پتھر کھینچ کر کہا، ''یس۔۔۔۔۔۔''

ہم اور بھی سہم گئے کہ لالہ جی کچھ ناراض معلوم ہوتے ہیں۔ تتلا کے درخواست کی کہ ''لالہ جی، صبح آپ کو بڑی زحمت ہوئی۔ میں آپ کا بہت ممنون ہوں۔ کل ذرا چھ بجے یعنی جس وقت چھ بجیں۔۔۔۔۔۔''

جواب ندارد۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

میں نے پھر کہا، ۔۔۔۔۔۔۔۔ ''جب چھ بج چکیں تو۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سنا آپ نے، چُپ۔۔۔۔۔۔۔۔

کڑکتی ہوئی آواز نے جواب دیا، ''سن لیا، چھ بجے جگا دوں گا، ۔۔۔۔۔۔۔۔''

ہم نے کہا، ''ب۔۔۔۔۔۔۔۔ب۔۔۔۔۔۔۔۔ب۔۔۔۔۔۔۔۔ بہت اچھا۔۔۔۔۔۔۔''

''توبہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔'' خدا کسی کا محتاج نہ کرے۔

''لالہ جی آدمی بہت شریف ہیں، اپنے وعدے کے مطابق دوسرے دن صبح چھ بجے انھوں نے دروازے پر گھونسوں کی بارش شروع کر دی۔ ان کا جگانا تو محض اک سہارا تھا، ہم خود ہی انتظار میں تھے کہ یہ خواب ختم ہو لے تو بس جاگتے ہیں۔ وہ نہ جگاتے تو میں خود ایک منٹ بعد آنکھیں کھول دیتا۔ بہر صورت جیسا کہ میرا فرض تھا میں نے ان کا شکریہ ادا کیا۔ انھوں نے اسے اسی شکل میں قبول کر لیا کہ گولہ باری بند کر دی۔

اس کے بعد واقعات ذرا بحث طلب سے ہیں اور ان کے متعلق روایات میں کسی قدر اختلاف ہے۔ بہر حال اس بات کا تو مجھے یقین ہے اور میں قسم بھی کھا سکتا ہوں کہ آنکھیں میں نے کھول دی تھیں، پھر یہ بھی یاد ہے کہ اٹھنے سے پیشتر دیباچے کے طور پر ایک آدھ کروٹ بھی لی، پھر پتہ نہیں۔ شاید لحاف اوپر سے اُتار دیا، یا شاید سَر اس میں لپیٹ دیا، شاید کھانسا کہ خدا جانے خراٹا لیا وغیرہ۔ یہ یقینی امر ہے کہ دس بجے ہم بالکل جاگ رہے تھے لیکن لالہ جی کے جگانے کے بعد اور دس بجے سے پیشتر خدا جانے ہم پڑھ رہے تھے یا سو رہے تھے، نہیں ہمارا خیال ہے ہم پڑھ رہے تھے یا شاید سو رہے تھے۔ بہر صورت یہ نفسیات کا مسئلہ ہے جس میں آپ ماہر ہیں نہ میں۔ کیا پتہ لالہ جی نے جگایا ہی دس بجے ہو یا اس دن چھ ہی دیر سے بجے ہوں؟ خدا کے کاموں میں آپ کیا دخل دے سکتے ہیں لیکن ہمارے دل میں پھر یہ شبہ رہا کہ قصور کچھ اپنا ہی معلوم ہوتا ہے۔ جناب، شرافت ملاحظہ ہو کہ اس شبہ کی بنا پر صبح سے شام تک ضمیر کی ملامت سنتا رہا اور اپنے آپ کو سناتا رہا۔ مگر لالہ جی سے ہنس ہنس کر باتیں کیں اور ان کا شکریہ ادا کیا اور اس خیال سے کہ ان کی دل شکنی نہ ہو، حد درجے کی طمانیت ظاہر کی۔ آپ کی نوازش سے میں نے صبح کا سہانا اور روح افزا

NOT TO BE REPUBLISHED @PTDC

بہت اچھی طرح صرف کیا ورنہ اور دنوں کی طرح آج بھی دس بجے ہی اٹھتا۔ لالہ جی صبح کے وقت دماغ کیا صاف ہوتا ہے جو پڑھو خدا کی قسم یاد ہو جاتا ہے۔ بھئی خدا نے صبح بھی کیا چیز بنائی ہے یعنی اگر صبح کی بجائے صبح شام ہوا کرتی تو دن کیا بری طرح کٹتا۔

لالہ جی نے ہماری جادو بیانی کی داد دی اور پوچھنے لگے۔

''تو میں آپ کو چھ بجے جگا دیا کروں گا۔''

میں نے کہا، ''ہاں ہاں! واہ یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے؟ بے شک۔''

شام کے وقت آنے والی صبح کے لیے مطالعہ کے لیے دو کتابیں چھانٹ کر علاحدہ جوڑ دیں۔ کرسی کو چارپائی کے قریب سرکا لیا۔ اوورکوٹ اور گلوبند کو کرسی کی پشت پر آویزاں کر دیا۔ کنٹوپ اور دستانے پاس ہی رکھ لیے۔ دیا سلائی کو تکیے کے نیچے ٹٹولا، تین دفعہ آیت الکرسی پڑھی اور دل میں نہایت ہی نیک منصوبے باندھ کر سو گیا۔

صبح لالہ جی کی پہلی دستک کے ساتھ جھٹ آنکھ کھل گئی۔ نہایت خندہ پیشانی کے ساتھ لحاف میں سے منہ نکالا، ان کو گڈ مارننگ کیا اور نہایت بے دردانہ لہجے میں کھانسا۔ لالہ جی مطمئن ہو کر چلے گئے۔

ہم نے اپنی ہمت اور اولوالعزمی کو بہت سراہا کہ ہم آج فوراً ہی جاگ اٹھے۔ دل سے کہا، ''دل بھیا، صبح اٹھنا تو محض ذرا سی بات ہے۔ ہم یوں اس سے ڈرا کرتے تھے۔'' دل نے کہا، ''اور کیا، تمھارے تو یوں ہی اوسان خطا ہو جایا کرتے تھے۔''

ہم نے کہا، ''سچ کہتے ہو۔'' یعنی ہم سستی اور کسالت کو خود اپنے قریب نہ آنے دیں تو ان کی کیا مجال ہے کہ ہمارے قریب سے بھی گزر جائیں یا ہماری باقاعدگی میں مخل انداز ہوں۔ اس وقت اس شہر لاہور میں ہزاروں ایسے کاہل لوگ ہوں گے جو دنیا و مافیہا سے بے خبر نیند کے خراٹے اڑاتے ہوں گے اور ایک ہم ہیں کہ ادائے فرض کی خاطر نہایت شگفتہ طبعی اور غنچہ ذہنی سے جاگ رہے ہیں۔ بھئی کیا برخوردار سعادت آثار واقع ہوئے ہیں۔ ناک کو سردی سی محسوس ہوئی تو اس کو ذرا سا یوں ہی لحاف کی اوٹ میں کر لیا اور پھر سوچنے لگے۔۔۔۔۔۔ ''خوب تو ہم آج کیا وقت پر جاگیں گے۔ بس ذرا سی اس کی عادت ہو جائے تو باقاعدہ قرآن مجید کی تلاوت اور فجر کی نماز بھی شروع کر دیں گے۔ آخر مذہب سب سے مقدم ہے۔ ہم بھی کیا روز روز الحاد کی طرف مائل ہوتے جا رہے ہیں، نہ خدا کا ڈر، نہ رسول کا خوف، سمجھتے ہیں کہ بس اپنی محنت سے امتحان پاس کر لیں گے۔ اکبر بے چارہ یہ کہتا کہتا مر گیا لیکن

NOT TO BE REPUBLISHED ©KTBS

ہمارے کانوں پر جوں تک نہ رینگی۔لحاف کانوں پر سرک آیا۔۔۔۔۔۔۔'' تو گویا آج ہم لوگوں سے پہلے جاگے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔بہت ہی پہلے۔۔۔۔۔۔۔۔یعنی کالج شروع ہونے سے بھی چار گھنٹے پہلے کی بات ہے۔

کالج کے ہال میں لالہ جی ملے، کہنے لگے،مسٹر! صبح میں نے آپ کو آواز دی تھی،آپ نے جواب نہ دیا۔''

میں نے زور کا قہقہہ لگا کر کہا،''اوہو لالہ جی! یاد نہیں، میں نے آپ کو گڈ مارننگ کہا تھا۔میں تو پہلے ہی سے جاگ رہا تھا۔

بولے،''وہ تو ٹھیک ہے لیکن بعد میں۔۔۔۔۔۔۔اس کے بعد کوئی سات بجے کے قریب میں نے آپ سے تاریخ پوچھی تھی۔۔۔۔۔۔۔آپ بولے ہی نہیں۔''

ہم نے نہایت تعجب کی نظروں سے انھیں دیکھا، گویا وہ پاگل ہو گئے ہیں۔۔۔۔۔اور پھر ذرا متین چہرہ بنا کر، ماتھے پر تیوریاں چڑھائے،غور وفکر میں مصروف ہو گئے۔ایک آدھ منٹ تک ہم اس تعمق میں رہے، پھر یکا یک ایک محجوبانہ اور معشوقانہ انداز سے مسکرا کے کہا،''ہاں ٹھیک ہے۔۔۔۔۔ٹھیک ہے، میں اس وقت ۔۔۔۔۔۔اے۔۔۔۔اے۔۔۔۔۔نماز پڑھ رہا تھا۔''

لالہ جی مرعوب ہو کر چل دیے اور ہم اپنے زہد وتقویٰ کی تسکین میں سر نیچا کیے کمرے کی طرف چلے آئے۔

اب یہی روز مرہ کا معمول ہو گیا ہے۔جاگنا نمبر 1، چھ بجے، جاگنا نمبر 2، دس بجے اور اس دوران لالہ جی آوازیں دیں تو نماز!

نصیب یہ ہے کہ پہلے''مسٹر،مسٹر'' کی آواز دروازے کی نادان سامعہ نوازی کرتی اور پھر چار گھنٹے بعد کالج کا گھڑیال دماغ کے ریشے ریشے میں دس بجانا شروع کر دیتا ہے اور اس چار گھنٹے کے عرصے میں کڑیوں کے گر پڑنے، دیگچیوں کے الٹ جانے، دروازوں کے بند ہو جانے، کتابوں کے جھاڑنے، کرسیوں کے گھسیٹنے، کلّیاں اور غرارے کرنے، کھنکھارنے اور کھانسنے کی آوازیں تو گویا فی البدیہہ ٹھمریاں ہیں۔اندازہ کر لیجئے کہ ان سازوں میں تال کی کس قدر گنجائش ہے۔ ؎

موت مجھ کو دکھائی دیتی ہے
جب طبیعت کو دیکھتا ہوں میں

@KTES NOT TO BE REPUBLISHED

فرہنگ

I(الف) الفاظ ومعانی:

شامت = (ا۔مث) بدنصیبی، آفت ایشور = (ا۔مذ) بھگوان، پرمیشور

ندارد = (صف) غیر حاضر، خالی مطالعہ = (ا۔مذ) غور، کتب بینی

بیداری = (ا۔صف، مث) جاگنا الحاد = (ا۔مذ) ملحد ہوجانا، دین حق سے مکر جانا

آفت = (ا۔مث) مصیبت، تکلیف کسالت = (ا۔مث) سستی، کاہلی

آفت کا پرکالا = (ا۔مث) غفلت کا پتلا، شریر مجوبانہ = (صف) پردہ کیا گیا، نادم

لطیف = (صف) نازک، صاف رخشندہ = (صف) چمکیلا، روشن

محشرستان = (ا۔مذ) حشر کا میدان اضطراب = (ا۔مذ) بے چینی، بے قراری

لحاف = (ا۔مذ) رضائی جس میں افزود روئی ہو

جل ترنگ = (ا۔مذ) موسیقی کا آلہ، پیالیوں میں پانی بھر کر تیلیوں سے بجایا جاتا ہے۔

(ب) مرکبات:

سحر خیز = صبح سویرے اٹھنے والا دل شکنی = دل توڑنا

خندہ پیشانی = خوش مزاجی، شگفتہ روی بیخ کنی = جڑ سے اکھیڑنا، نیست و نابود کرنا

زہد و تقویٰ = پرہیز گاری نگاہِ اشتیاق = چاہت کی نظر

برسبیل تذکرہ = دورانِ گفتگو عالم خواب = خواب کی دنیا

آباواجداد = باپ دادا قسمتِ خوابیدہ = سوئی ہوئی قسمت

عدم تشدد = تشدد کے بغیر

صبح کاذب = صبح کی روشنی جس کے بعد پھر سے اندھیرا ہوجاتا ہے۔

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

(ج) مترادفات:

آفت = مصیبت،مشکل، بلا　　بخت = قسمت،نصیب، بھاگ

ذوق = شوق،لطف،خوشی　　لٹھ = عصا،لاٹھی، ڈنڈا

زہد = تقویٰ، پرہیزگاری　　عالم = دنیا، جہاں، کائنات

(د) معنوی فرق:

صَرف = خرچ　　صِرف = خالص،تنہا

جَلد = فوراً، جھٹ　　جِلد = کھال

مُقدم = پہلا،اعلیٰ　　مَقدم = پاؤں رکھنے کی جگہ

کھولنا = آزاد کرنا، کشادہ کرنا　　کھَولنا = ابلنا، جوش مارنا

قوّت = طاقت، زور　　قُوت = خوراک

جَلانا = سلگانا، آگ لگانا　　جِلانا = زندہ کرنا

سَحر = صبح　　سِحر = جادو

جِد = کوشش، سعی　　جَد = دادا　　جُد = کنواں جو کھیت میں ہو

II(الف) ایک جملے میں جواب لکھئے۔

۱) پطرس بخاری کا پورا نام کیا ہے؟

۲) پطرس بخاری کے پڑوسی کا نام کیا تھا؟

۳) پہلے دن مصنف کو لالہ کرپا شنکر جی نے صبح کتنے بجے جگایا تھا؟

۴) روزانہ مصنف کے جاگنے کا معمول کیا تھا؟

۵) مصنف نے اپنے سونے کے عمل کو چھپانے کے لئے کونسے جھوٹ کا سہارا لیا؟

(ب) دو یا تین جملوں میں جوابات لکھئے۔

۶) دوسرے دن صبح اٹھتے ہی مصنف کے پڑوسی نے کیا کیا؟

۷) پہلے دن مصنف دوبارہ تین بجے سونے کے بعد پھر کس وقت بیدار ہوئے؟

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

۸) مصنف نے برسبیل تذکرہ لالہ کرپاشنکر جی سے کیا کہا؟

۹) مصنف کو آخرکار کس طرح اپنی بیداری کا قائل ہونا پڑا؟

۱۰) مصنف کو جب پتہ چلا کہ صبح کے تین بجے ہیں تو ان کے دل نے کیا چاہا؟

۱۱) مصنف نے لالہ جی کے سامنے صبح کی تعریف کس طرح کی؟

(ج) تفصیلی جواب لکھئے۔

۱۲) لالہ کرپاشنکر جی کے مصنف کو جگانے کا حال اپنے الفاظ میں لکھئے۔

۱۳) مصنف صبح جاگنے کے بعد اپنے دل کو کس طرح بہلانے کی کوشش کرتا ہے؟

III(الف) خانہ پُری کیجئے۔

۱۴) دوسرے دن اٹھتے ہی انھوں نے۔۔۔کا نام لے کر ہمارے دروازے پر۔۔۔۔شروع کر دی۔

۱۵) حضرت عیسیٰؑ بھی تو بس واجبی طور پر ہلکی سی۔۔۔۔۔۔۔۔کہہ دیا کرتے ہونگے۔

۱۶) ہم سستی اور کسالت کو خود اپنے قریب نہ آنے دیں تو ان کی کیا..... ہے کہ ہمارے قریب سے بھی گزر جائیں۔

۱۷) دل نے کہا ''اور کیا تمھارے تو یوں ہی۔۔۔۔۔۔۔۔خطا ہو جایا کرتے تھے''۔

۱۸) نہ خدا کا ڈر، نہ رسول کا خوف، سمجھتے ہیں کہ بس اپنی محنت سے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کریں گے۔

(ب) درج ذیل جملوں کی بحوالۂ متن وضاحت کیجئے۔

۱۹) ''آپ سحر خیز ہیں ذرا ہمیں بھی صبح جگا دیا کیجئے۔''

۲۰) ''اور کیا تین بجے ہی سورج نکل آئے گا۔''

۲۱) جاگنا نمبر 1۔ چھ بجے، جاگنا نمبر 2۔ دس بجے اس دوران لالہ جی آواز دیں تو۔۔

۲۲) ''مسٹر صبح میں نے آپ کو آواز دی تھی، آپ نے جواب نہ دیا۔''

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

(ج) مثال کے مطابق قوسین میں دئے گئے الفاظ کی جمع بنا کر خانہ پری کیجئے۔

(موت، بیان، واقعہ، ورق)

مثال: آپ کا سوال ٹھیک تھا۔ سوالات کرنے سے معلومات میں اضافہ ہوتا ہے

۲۳) اِس۔۔۔۔۔۔۔۔سے لالہ جی کا دل دہل گیا تھا۔ انھوں نے اپنے آپ کو تسلی دی کہ ایسے تو زندگی میں ۔۔۔۔۔۔۔۔ ہوتے رہتے ہیں۔

۲۴) جج نے کہا میں نے سب کے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سن لئے اب تم اپنا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔دو۔

۲۵) ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کا دن معین ہے، پر یہ کیا اخبار۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کے ذکر سے بھرا پڑا ہے۔

۲۶) میں نے سارے۔۔۔۔۔ چھان ڈالے میرا ہزار روپئے کا نوٹ نہیں ملا۔ امّی نے کہا اس کتاب کے کسی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میں رہ گیا ہوگا۔

قواعد

I- پچھلے سبق میں آپ مرکب مطلق جملوں کی دو قسموں سے واقف ہو چکے ہیں بقیہ قسمیں ذیل میں دی گئی ہیں۔

(۳) استدراکی (۴) سببی

جملۂ استدراکی: ایسا مرکب جملہ جس کے دو حصے ہوں اور معنی کے اعتبار سے دوسرا حصہ پہلے حصے کے خلاف ہو، یا اسے محدود کرے یا پھر اس کی توسیع کرے۔

جیسے: (۱) یہ عمارت قدیم ہی نہیں بلکہ مضبوط بھی ہے۔

(۲) وہ کتابی کیڑا تھا مگر ہر سوال کا جواب دینا اُس کے بس کی بات نہیں تھی۔

(۳) ہم جی بھر کر سونا چاہتے تھے مگر لالہ جی نے ہمیں سونے نہیں دیا۔

مندرجہ بالا پہلے جملے میں دوسرا حصہ پہلے حصہ کی توسیع کر رہا ہے۔

مندرجہ بالا دوسرے جملہ میں دوسرا حصہ پہلے حصہ کی مخالفت کر رہا ہے۔

مندرجہ بالا تیسرے جملہ میں دوسرا حصہ پہلے حصہ کو محدود کر رہا ہے۔

جملۂ سببی : ایسا مرکب جملہ جس کے دوسرے حصہ میں، سبب، وجہ اور نتیجہ کا ذکر ہو۔

جیسے: اس کی بات تو ٹھیک ہے مگر رویہ غلط ہے۔

© KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

گو کہنے کا انداز اچھا ہے مگر آواز بھونڈی ہے۔
پہلے جملہ میں غلط رویہ سبب ہے۔
دوسرے جملہ میں بھونڈی آواز سبب ہے۔
یہ جملے جملۂ سببی کی مثالیں ہیں۔

II- درج ذیل ہر سوال کے لئے چار متبادل دئے گئے ہیں، ان میں سے سب سے مناسب جواب چن کر لکھئے:

1. ایسا جملہ جس کے دو حصّے ہوں معنی کے اعتبار سے پہلا جملہ دوسرے کے خلاف ہو یا اسے محدود کر کے یا پھر اس کی توسیع کرے، ایسا جملہ کہلاتا ہے۔

(الف) اصلی (ب) سببی (ج) استدراکی (د) تردید

2. اس کی بات تو ٹھیک ہے مگر رویّہ غلط ہے، قواعد کے اعتبار سے یہ جملہ ہے۔

(الف) تردیدی (ب) استدراکی (ج) وصلی (د) سببی

سرگرمی: جملوں میں رموز و اوقاف لگانے سے جملے کے مختلف ٹکڑوں کو صحیح طور پر پڑھنے اور سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ خصوصاً سکتہ (Comma) ختمہ (Full Stop) ندائیہ / فجائیہ ! (Note of Exclamation) اور واوین (Inverted Comma) جیسے نشانات اہمیت رکھتے ہیں۔ یہ مضمون مکالماتی انداز کا ہے۔ اس مضمون کے مکالموں کے درمیان لگائے گئے نشانات پر غور کیجئے۔ پچھلے اسباق سے دیئے گئے جملوں کو پڑھ کر مناسب نشان لگائیے۔

۱) جبل پور کے ایک کانگریس سیٹھ گوند داس نے چلّا کر پوچھا اردو بھلا کس کی مادری زبان ہو سکتی ہے پنڈت نہرو نے اُسی جھلاہٹ کے لہجے میں چیخ کر جواب دیا اردو میری اور میری دادی کی زبان ہے۔

۲) بھائیو اب باتوں کا سمے نہیں کام کا سمے ہے اٹھو اور دیش کو نجات دلانے میں جٹ جاؤ اپنی جنم بھومی کو نفرت سے وحشت سے بے ایمانی اور لالچ سے نجات دلاؤ۔

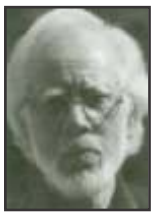
۳) ارے کمبخت خدائی فوج دار بدتمیز کہیں کے میں نے تجھ سے یہ کہا تھا کہ سویرے اُٹھا دینا یا یہ کہا کہ سرے سے سونے ہی نہ دینا تین بجے جاگنا بھی کوئی شرافت ہے۔

☆☆☆

@KTES NOT TO BE REPUBLISHED

سبق:14

سرحدوں کا جال



سلیمان خمارؔ

تخلیق: نظم مختلف ہئیتوں میں لکھی جاتی ہے۔ پہلے ترکیب بند، ترجیع بند اور مسدس کی ہیئت میں نظمیں لکھی جاتی تھیں۔ آج کل آزاد اور نثری نظمیں لکھنے کا چلن عام ہے۔ پابند نظم میں مصرعے یکساں ہوتے ہیں جبکہ آزاد نظم کے مصرعوں میں ارکان گھٹتے بڑھتے رہتے ہیں اور یہ ردیف قوافی کی پابندی سے آزاد ہوتے ہیں۔ اس لیے ایسی نظم کو ''آزاد نظم'' کہا جاتا ہے۔ نظم ''سرحدوں کا جال'' کے ان مصرعوں پر غور کیجئے۔

1) خدا نے/

2) زمیں جب/ بنائی/ تو اس پر

3) لکیریں/ نہیں تھیں

پہلے مصرعہ میں رکن ''فعولن'' ایک مرتبہ، دوسرے مصرعہ میں تین مرتبہ اور تیسرے مصرعہ میں دو مرتبہ استعمال ہوا ہے۔ یعنی ان مصرعوں کے ارکان میں کمی بیشی ہوئی ہے اور یہ قوافی کی قید سے آزاد ہیں۔ اس آزاد نظم میں نہایت سہل انداز میں عالمی مسئلہ کو بیان کیا گیا ہے۔

تخلیق کار: نام قاسم علی، عرف سلیمان بعد ازاں عرف کے ساتھ خمار کا اضافہ کیا اور ادبی دُنیا میں سلیمان خمارؔ کے نام سے مشہور ہوئے۔ ان کا تعلق ریاست کرناٹک کے تاریخی شہر وجئے پور سے ہے۔ یکم مارچ 1944ء کو ضلع وجئے پور کے تعلقہ باگل کوٹ میں پیدا ہوئے۔ تعلیم مکمل کرنے کے بعد سرکاری ملازمت اختیار کی۔ سرکاری ملازمت سے بحسن خوبی سبکدوش ہو چکے ہیں۔ اُن کی زندگی کا بیشتر حصہ وجیاپورہ میں گزرا۔ وہیں سکونت اختیار کی۔ دورانِ ملازمت ہی سے شاعری کا شوق رہا وہ زبان و ادب کے فروغ میں حصہ لیتے رہے اور اب بھی کئی علمی و ادبی انجمنوں سے وابستہ ہیں۔ انھیں غزل اور نظم پر یکساں دسترس حاصل ہے ان کا پہلا شعری مجموعہ ''تیسرا سفر'' اور حال میں ایک اور مجموعہ ''سمندر جاگتا ہے'' شائع ہوا ہے۔ ان کے پہلے مجموعہ پر کرناٹک اردو اکاڈمی نے انعام سے نوازا۔ سلیمان خمارؔ جدید لب و لہجہ کے شاعر ہیں انھیں ہندوستان گیر شہرت حاصل ہے۔ 5 اگست 2024ء کو ان کا انتقال ہوا۔

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

خدا نے
زمیں جب بنائی تو اُس پر
کسی ملک کی سرحدوں کی
لکیریں نہیں تھیں
یہ ساری زمیں ایک ہی ملک تھی
نسلِ آدم کو آزادیاں تھیں
افق سے افق تک
جہاں چاہے جائیں
جہاں چاہے مسکن بنالیں
ذرا آج
دنیا کا نقشہ اٹھا کر تو دیکھو
تمھیں یوں لگے گا
زمیں پر
یہاں سے وہاں تک
کئی آڑی ترچھی لکیروں کا اک جال سا بن گیا ہے
آج کے دور کا آدمی
پھنس گیا ہے
خود اپنے ہی ہاتھوں بنائے ہوئے جال میں

©KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

———•———

I الفاظ و معانی:

اُفُق = (ا۔مذ) وہ جگہ جہاں زمین و آسمان ملتے نظر آئیں سرحد =(ا۔مذ) کسی بھی ملک کی حد

نسلِ آدم = (ع۔مذ) آدمؑ کی نسل، انسان مسکن =(ا۔مذ) رہنے کی جگہ

II(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات ایک جملے میں لکھئے۔

۱) خدا نے جب زمیں بنائی تو اس پر ملک کی سرحدیں کیوں نہیں تھیں؟

۲) دنیا کے نقشہ پر کھینچی گئی لکیریں کس بات کا اشارہ ہیں؟

۳) ابتدا میں نسل آدم کو کیا آزادیاں نصیب تھیں؟

(ب) مختصر جوابات لکھئے۔

۴) سرحدوں کا جال نظم میں شاعر کیا کہنا چاہتا ہے؟

۵) نسلِ آدم کو اللہ نے آزادی دی مگر زمینی لکیروں (سرحدوں) سے اس کی زندگی میں کیا تبدیلی آئی؟

۶) سرحدیں انسانی آزادی اور ترقی میں کس طرح رکاوٹ بنتی ہیں؟

۷) ملک کی سرحدوں میں بٹے آدمی کی بے بسی کو شاعر نے کس طرح بیان کیا ہے؟

III (الف) قوسین میں دیئے گئے الفاظ کے مترادفات جملوں میں تلاش کیجئے۔

(عالم، زمین، ملک، گھر، دور)

۸) اس عہد کے لوگ بڑے ظالم ہیں۔ ۹) خانۂ کعبہ خدا کا مسکن ہے۔

۱۰) کرۂ ارض پر خطرہ منڈلا رہا ہے۔ ۱۱) دونوں جہاں کا مالک خدا ہے۔

۱۲) سپاہی وطن کی سرحدوں کی حفاظت کرتے ہیں۔

(ب) مندرجہ ذیل خط کشیدہ الفاظ کی اضداد خالی جگہوں میں لکھئے۔

۱۳) انسان پابندی سے زیادہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پسند کرتا ہے۔

۱۴) میں نے اس کی تلاش میں زمین و ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ایک کر دیئے۔

۱۵) صبح ہوتی ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہوتی ہے۔ عمریوں ہی تمام ہوتی ہے۔

۱۶) خطروں سے کھیلنے والے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ منزل کی جانب بڑھتے جاتے ہیں۔

(ج) ان الفاظ کو جملوں میں استعمال کیجئے۔

نقشہ، سرحد، افق، مسکن، جال، دور

(د) ''سرحدوں کا جال'' نظم کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھئے۔

سرگرمی: ریاستِ کرناٹک کے شعراء کا البم تیار کیجئے۔

☆☆☆

© KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

سبق:15

زعفران

نصابی کمیٹی

زعفران کا ذکر آتے ہی نظروں کے سامنے زعفرانی جلیبیاں ناچنے لگتی ہیں۔آج کل مُزعفِر بھولا ہوا سبق بن گیا ہے۔ البتہ کھیر کا رنگ کہیں کہیں زعفرانی ہوتا ہے۔صدیوں سے مختلف پکوانوں اور دواؤں میں زعفران کا استعمال رائج ہے۔ یہ ایک خوشبودار اور رنگ دار قیمتی مصالحہ (مسالا) ہے۔لفظ زعفران عربی زبان سے ماخوذ ہے۔ لغوی اعتبار سے یہ ایک نہایت خوشبودار زرد رنگ کا پھول ہے۔طبی خصوصیات کے لحاظ سے یہ دماغی نسوں کو سکون پہنچاتا اور ذہن کو راحت بخشتا ہے۔شاید یہی وجہ ہے کہ پُرمزاح محفلوں کو ''زعفران زار'' اور بات بے بات ہنسنے والے کے لئے ''زعفران کا کھیت دیکھنا'' کا محاورہ مستعمل ہے۔اس کے علاوہ بے قدری سے متعلق کہاوت ''گدھا کیا جانے زعفران کی قدر'' بھی مشہور ہے۔

زعفران کو ہندی زبان میں کیسر کہتے ہیں۔اس کا نباتیاتی نام کروکس سَیٹی وی یس (Crocus Sativus) ہے۔ دنیا کے گنے چنے ممالک میں اس کی کاشت کی جاتی ہے۔ ایران، اسپین، فرانس، برطانیہ، مراقش اور ہندوستان کی ریاست جموں وکشمیر اس کی کاشت کے لئے مشہور ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ اس کا اصل وطن ایران یا فارس کا نواحی علاقہ ہے۔ ایک عرصہ بعد تاجروں کے ہاتھوں مختلف ممالک تک اس کی رسائی ہوئی۔اسپین میں 921ء سے تاریخی حوالوں میں اس کی کاشت کا ذکر ملتا ہے جبکہ کشمیر میں 550 عیسوی ہی سے اس کی کاشت کا دعویٰ کیا جاتا ہے۔

وادیٔ کشمیر قدرتی حسن اور نباتیاتی خزانے سے مالا مال ہے۔ جہاں گل مرگ، سون مرگ، پہلگام جیسی خوبصورت وادیاں اور جھیل ڈل کا حسن سیاحوں کو دعوتِ نظارہ دیتا ہے۔کشمیر کے حسن کو دیکھ کر مغل بادشاہ بابر بے ساختہ کہہ اٹھا ''اگر جنت زمین پر ہے تو بس یہیں ہے، یہیں ہے، یہیں ہے'' اس وادی کا ایک چھوٹا سا علاقہ پانپور ہے، جہاں زعفران کے کھیتوں میں کھلے بنفشی رنگ کے پھولوں کی بہار دیکھنے لائق ہوتی ہے۔

کشمیر کی معیشت کا انحصار کاشتکاری پر ہے۔ یہاں چاول، مکا، گیہوں، بارلی، اوٹس وغیرہ کی کاشت کی جاتی ہے۔اس وادی میں مختلف سبزیاں بھی اگائی جاتی ہیں۔ یہاں امرود، سیب، شفتالو اور چیری کے باغات ہوتے ہیں

NOT TO BE REPUBLISHED @KTBS

دیودار، چنار، اخروٹ اور صنوبر کے درخت کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ اونی صنعت کشمیر کی عالمی شہرت کی اہم وجہ ہے۔ یہاں کے تیار کردہ پشمینہ شال اور اونی قالین برآمد کئے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ میوے جات اور ترکاریاں خلیجی ممالک کو برآمد کی جاتی ہیں۔ یہاں زعفران کی کاشت کی جاتی ہے اور ہندوستان کی مختلف ریاستوں میں اس کی کھپت ہو جاتی ہے۔ چنانچہ بہت کم مقدار میں زعفران باہر بھیجا جاتا ہے۔



زعفران کی کاشت کے لئے معتدل آب و ہوا راس آتی ہے۔ پھول کھلنے کے موسم میں ہلکی دھوپ اور راتوں میں نمی ضروری ہے۔ اس کی بہترین پیداوار کے لئے تیس سے چالیس سنٹی میٹر بارش درکار ہوتی ہے۔ موسم بہار کی بارش، گنٹھیوں کی افزائش اور پودے کی اچھی نشو و نما کے لئے مددگار ثابت ہوتی ہے۔ اکتوبر، دسمبر کی بارش سے پھولوں کی مقدار میں اضافہ ہوتا ہے۔ یہ پودا فضا کی ٹھنڈک کو بآسانی برداشت کر لیتا ہے۔ البتہ برف باری یا اَولا باری سے فصل کو نقصان پہنچتا ہے۔

زعفران کا چھوٹا سا پودا تقریباً ایک فٹ اونچا ہوتا ہے۔ جس کی جڑیں اعشاریہ پانچ سینٹی میٹر حجم کی مخروطی گنٹھیوں کے نچلے حصے سے اگتی ہیں۔ یہ گنٹھیاں پیاز کی گنٹھیوں کی طرح بڑی نہیں ہوتیں۔ ان گنٹھیوں کو ایک بار زمین میں بونے کے بعد کم سے کم آٹھ سال اور زیادہ سے زیادہ پندرہ سال کی مدت تک فصل حاصل کی جاتی ہے۔ اس خوبی کی وجہ سے یہ دائمی پودا کہلاتا ہے۔ زعفران کی آخری فصل چننے کے بعد گنٹھیاں زمین کے اندر سے نکالی جاتی ہیں۔ ایک سال کے وقفہ کے بعد نئے سرے سے کھیت میں زعفران کی کاشت کی جاتی ہے۔



زعفران کا پودا گنٹھیوں سے اگتا ہے۔ بوائی کے ایک سال بعد گنٹھیوں سے پھول آنے شروع ہوتے ہیں۔ مادہ گنٹھیوں سے ہر سال دو تا چار گنٹھیاں پیدا ہوتی ہیں اور پرانی گنٹھیاں خود بخود سوکھ جاتی ہیں۔ زعفران کے پھولوں کی پیداوار گنٹھیوں کی جسامت پر منحصر ہوتی ہے۔ عام طور پر چھوٹی گنٹھیوں سے صرف پتے نکلتے ہیں اور بڑی گنٹھیوں سے اُگنے والے پودے پر تقریباً ایک سے تین پھول لگتے ہیں۔ ان قیف نما پھولوں کے اندر نہایت مہین دھاگے کی شکل

© IKTSS NOT TO BE REPUBLISHED

کے کلغی (Stigma) ہوتے ہیں۔ جنھیں سائنسی اصطلاح میں سلائیاں کہا جاتا ہے۔ جن کا اوپری سرا سرخ رنگ کا ہوتا ہے۔ پھول سے لگا ہوا اس کا نچلا حصہ زردی مائل ہوتا ہے۔ زعفران کے ذائقے، خوشبو اور رنگ کا تعلق کلغی کے اوپری حصے یعنی رنگ سے ہوتا ہے۔ زرد رنگ کا حصہ بے مصرف مانا جاتا ہے۔ کلغی ہی سے زعفران حاصل ہوتا ہے۔

زعفران کے پھولوں کا موسم وسط اکتوبر سے نومبر کے ابتدائی دنوں میں صرف تین ہفتوں تک رہتا ہے۔ پھولوں کے چننے کا کام روزانہ صبح کی اولین ساعتوں میں کیا جاتا ہے۔ چنے ہوئے پھولوں سے کلغی احتیاط کے ساتھ علاحدہ کئے جاتے ہیں۔ تین چار دن سکھانے کے بعد چھڑیوں کی مدد سے انہی دھیمے دھیمے کوٹ کر علاحدہ کیا جاتا ہے۔ پھر اچھی طرح پولی تھین کی تھیلیوں یا چھوٹی چھوٹی بوتلوں میں بند کیا جاتا ہے۔ ڈیڑھ لاکھ پھولوں سے تقریباً ایک کلو سوکھا ہوا زعفران حاصل ہوتا ہے۔ اس لیے اصل زعفران نہایت قیمتی ہوتا ہے۔ بازار میں مختلف برانڈ کے کشمیری زعفران دستیاب ہیں۔ ہندوستانی اسٹینڈرڈ ISI کے مطابق اس کے دو درجے ہیں۔ خالص زعفران انتہائی سرخ ہوتا ہے۔ معیاری زعفران ہلکا سرخ سے گہرا سرخ ہوتا ہے۔ عام بازار میں منافع خور تاجر مصنوعی دھاگوں کی ملاوٹ کر کے اسے کم قیمت پر بیچتے ہیں۔

زعفران میں مختلف کیمیائی اجزاء شامل ہوتے ہیں۔ اس میں گلائی کوسائیڈو کروسن اور پائرو کروسن کے کڑوے روغن پائے جاتے ہیں، اس کے علاوہ فاسفورس، پوٹاشیم جیسے معدنیات بھی ہوتے ہیں۔ زعفران میں کروسن ہی ایسا جز ہے جس سے اس کی رنگت برقرار رہتی ہے۔ اگر اسے صحیح طریقے سے محفوظ نہ کیا جائے تو اس کا اثر زائل ہو جاتا ہے۔

زعفران غذا تو نہیں لیکن غذا کو خوش رنگ بناتا ہے۔ یہ دوائی والی جڑی بوٹی بھی نہیں پر یونانی اور ایورویدک دواؤں کی تیاری میں استعمال کیا جاتا ہے۔ نزلہ، پیٹ درد، بخار، کھانسی اور ذیابطیس جیسی بیماریوں کے علاج کے لئے اس کا استعمال فائدہ مند ہے۔ کہا جاتا ہے کہ دنیا کی حسین ترین عورت قلوپطرہ اپنی جلد کے نکھار اور ملائمت کے لئے زعفران استعمال کرتی تھی۔ آج بھی چہرے کو نکھارنے والی کریم میں اس کا استعمال رائج ہے۔ چین میں زعفران کا استعمال مذہبی رسوم میں کیا جاتا ہے۔ تبّتی بھکشو (مانکس) اسے عبادت کے مواقع پر استعمال کرتے ہیں۔ خطاط قرآن شریف اور مختلف کتابوں کی آرائش میں اس کا استعمال کیا کرتے تھے۔

بہرحال زعفران، شکر اور نمک کی طرح بے رنگ نہیں ہوتا۔ شکر اور نمک کی پہچان ان کا ذائقہ ہے مگر زعفران کا معاملہ کچھ اور ہے۔ اعلیٰ معیار کا زعفران خوشبودار اور گہرے رنگ کا ہوتا ہے۔ اس کی بو ہلکے ایوڈین جیسی اور

NOT TO BE REPUBLISHED © TBS

ذائقہ ترش ہوتا ہے۔ کشمیر کی دل پسند مشروب قہوہ میں اس کا استعمال ہوتا ہے۔ زعفران کشمیر کی پیداوار ہے لیکن ہندوستان کی ہر ریاست میں اس کا سکّہ چلتا ہے۔

فرہنگ:

I(الف) الفاظ ومعانی:

مصالحہ/مسالا = پکوان کی تیاری کی ضروریات اور لوازم جیسے نمک، مرچ، لہسن یعنی سالن کا مسالہ، دوپٹے کی کناری والا گوٹا

مُزَعْفِر = (ا۔مذ) زعفرانی رنگ میں پکے ہوئے میٹھے چاول

لُغوی = (صف) لُغت سے منسوب

زعفران زار = (ا۔مذ) زعفران کا کھیت، وہ جگہ جہاں بہت ہنسی آئے۔

ماخوذ = (صف) اخذ کیا ہوا رسوم = (ا۔مث) رسم کی جمع

بنفشی = (صف) بنفشہ رنگ کا (ہلکا بیگنی) تُرش = (صف) کھٹا

معیشت =(ا۔مث) روزی، روزگار رسائی = (ا۔مث) پہنچ، ربط

کھپت = (ا۔مث) صرف، خرچ زائل = (صف) کم ہونا

گنٹھی، گنٹھا = (ا۔مث، مذ) پیاز کی گرہ خطاط = (صف) خوش نویس، کاتب

پشمینہ = (ا۔مذ) اونی کپڑا، بالوں کا پارچہ آرائش = (ا۔مث) زیبائش، سجاوٹ

نواحی = (ا۔مذ) آس پاس، قرب وجوار رائج = (صف) جاری، رواں

مستعمل = (صف) کام میں لایا ہوا، استعمال کیا ہوا

قہوہ = (ا۔مذ) ایک قسم کے بیجوں کے سفوف سے تیار کیا گیا چائے کی طرح کا مشروب

(ب) مرکبات:

منافع خور = زیادہ نفع حاصل کرنے والا تاجر قیف نما = مخروطی شکل کا

دل پسند = پسندیدہ بے مصرف = بے فائدہ

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

دعوتِ نظارہ =دیکھنے پر مائل کرنا دستیاب ہونا=حاصل ہونا

سکّہ بیٹھنا =رعب قائم ہونا

II(الف) ایک جملے میں جواب دیجئے۔

۱) بات بے بات ہنسنے والے کے لیے کونسا محاورہ استعمال کیا جاتا ہے؟

۲) زعفران کا نباتیاتی نام کیا ہے؟

۳) کشمیر میں کب سے زعفراں کی کاشت کا دعویٰ کیا جاتا ہے؟

۴) کشمیر کے کس علاقے میں زعفران کی کاشت کی جاتی ہے؟

۵) زعفران کا پودا کس سے اُگتا ہے؟

۶) وہ کونسا کیمیاوی جز ہے جس سے زعفران کی رنگت برقرار رہتی ہے؟

۷) زعفران کی کاشت کے لیے کس قسم کی آب وہوا سودمند ہوتی ہے؟

۸) بھکشو زعفران کا استعمال کس موقع پر کرتے ہیں؟

۹) وہ کونسا مشروب ہے جس میں زعفران استعمال ہوتا ہے؟

(ب) دو تین جملوں میں جواب لکھئے۔

۱۰) دنیا کے کون کونسے ممالک میں زعفران کی کاشت کی جاتی ہے؟

۱۱) زعفران کی اچھی نشوونما کے لیے کونسا موسم سازگار ہوتا ہے؟

۱۲) زعفران کے پودے کو دائمی پودا کہنے کی وجہ کیا ہے؟

۱۳) زعفران میں کون کونسے کیمیاوی اجزا پائے جاتے ہیں؟

(ج) پانچ چھ جملوں میں جواب لکھئے۔

۱۴) زعفران کی کاشت کیسے کی جاتی ہے؟

۱۵) زعفران حاصل کرنے کے لیے کونسا عمل اختیار کیا جاتا ہے؟

۱۶) زعفران کے استعمال کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

©KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

III(الف) ان الفاظ کے صحیح صیغۂ جمع کو خانے میں لکھئے۔

۱۷) رسم	=مراسم، رسوم	
۱۸) جز	=جزوی، اجزا	
۱۹) عمل	=اعمال، عملی	
۲۰) ملک	=مملکت، ممالک	
۲۱) باغ	=باغات، باغیچہ	

(ب) مذکر و مونث کی نشاندہی کیجئے۔

مشروب، مصالحہ، کاشت، موسم، ذائقہ، زعفران، آرائش، معیشت

(ج) الف اور ب کے خانوں میں دیئے گئے سابقوں اور لاحقوں کے درمیان مناسب جوڑ لگا کر ترا کیب بنائے۔

(الف)

پرُ	بے	خوشبو	دل	منافع	قیف

(ب)

پسند	نما	خور	مزاح	دار	ساختہ

(د) کہاوتوں کے صحیح مطالب کی نشاندہی کیجئے۔

گدھا کیا جانے زعفران کی قدر۔ اس کا مطلب کیا ہے؟

(الف) کسی چیز سے منہ پھیر لینا

(ب) کسی چیز کی قدر کرنا

(ج) کسی چیز کی قدر نہ کرنا

دھوبی کا کتا نہ گھر کا نہ گھاٹ کا۔ اس کے معنی ہیں۔

(الف) بیکار آدمی

(ب) ہوشیار آدمی

(ج) خودغرض آدمی

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

اضافی معلومات:



کارخانوں میں تیار ہونے والی اشیاء کے معیار کی تصدیق کرنے کے بعد سرکار ISI کا نشان لگاتی ہے جس کا مطلب Indian Standard Institute ہے۔ یہ مخصوص نشان اکثر گھریلو اشیاء پر بھی لگا ہوتا ہے۔ جیسے معیاری کمپنی کے پریشر کوکر، بلب وغیرہ۔

اپنے استاد سے معلوم کیجئے کہ خریدار کو باخبر کرنے والا سرکار کا کونسا نعرہ ہے

قواعد

ملتف جملہ

ان جملوں کو غور سے پڑھیے۔

۱) جو زعفران آپ نے خریدا تھا وہ کشمیری تھا۔

۲) آپ جس قسم کا قہوہ پینا چاہتے تھے وہ شیزان ہوٹل میں ملتا ہے۔

۳) جو لطیفہ آصف نے سنایا وہ مرزا غالبؔ کا تھا۔

مذکورہ بالا جملوں میں جو زعفران معنی کونسا، جس قسم کا قہوہ سے مراد کہاں کا، جو لطیفہ سے مراد کونسا ان سب کی وضاحت تابع جملے میں بیان کی گئی ہے۔ یعنی کشمیری زعفران، شیزان ہوٹل کا قہوہ، غالبؔ کا لطیفہ سے مطلب واضح ہو گیا۔

ایسا جملہ جس کا ایک جُز اصلی اور دوسرا اُس کے تابع ہوتا ہے۔ جب تک تابع جملہ پڑھا نہیں جاتا اصلی جملے کا مطلب واضح نہیں ہوتا۔ یہ جملہ ملتف کہلاتا ہے۔

مضمون کی تعریف:

طلبہ میں مختلف موضوعات پر مضامین لکھنے کی اہلیت ہونا چاہئے۔ مضمون ایک ایسی تحریر ہے جس میں کسی موضوع پر تسلسل کے ساتھ اظہار خیال کیا جاتا ہے۔ مضمون کے تین اہم جُز ہوتے ہیں۔

۱) تمہید ۲) نفسِ مضمون ۳) خاتمہ

©KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

تمہید: یہ حصہ مضمون کا تعارف ہوتا ہے۔ اسے نہایت پُراثر اور عمدہ ہونا چاہئے۔ مضمون کے موضوع کے لحاظ سے ابتداء کرنا چاہئے۔ جیسے کوئی اصلاحی یا معاشرتی مضمون ہو تو کسی حکایت یا قول سے ابتدا کرنا مناسب ہے۔

نفسِ مضمون: یہ حصہ مضمون کی ریڑھ کی ہڈی ہوتا ہے۔ اس حصے میں موضوع سے متعلق تفصیلی معلومات بیان کی جاتی ہیں۔ یہ حصہ جس قدر مربوط ہوگا اس قدر پُراثر ہوگا۔ اس حصے میں خوبیوں اور خامیوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

خاتمہ: یہ مضمون کا آخری حصہ ہوتا ہے۔ اس میں مضمون کا لُب لُباب پیش کیا جاتا ہے۔ مضمون لکھنے سے پہلے موضوع سے متعلق معلومات جمع کرنا ضروری ہے۔ اس کے بعد خاکہ بنا کر اس کے مطابق خیالات کو تسلسل کے ساتھ بیان کرنا چاہئے۔

- **مضامین کے موضوعات:** مضامین مختلف موضوعات یعنی مذہبی، سماجی، سیاسی، سائنسی، جغرافیائی معلومات سے متعلق لکھے جاسکتے ہیں۔ اگر مضمون میں مذہب، سماج، سیاست، سائنس سے متعلق کسی اہم مسئلہ پر اظہار خیال کرنا ہو تو مسئلہ کی غرض وغایت، اس کے نتائج اور اس کے حل سے متعلق تجاویز پیش کئے جاتے ہیں۔
- **مضامین کے اقسام:** شخصی، معلوماتی، تفریحی، مختلف قسم کے ہوتے ہیں۔ شخصی مضمون لکھتے وقت تعارف، خاندانی حالات، شخصیت اور زندگی کے اہم واقعات بیان کرنا ضروری ہے۔ ایسا مضمون شخصی مضمون کہلاتا ہے۔
- **معلوماتی مضمون:** جس چیز سے متعلق مضمون لکھا جارہا ہے اس کا تعارف، فوائد اور نقصانات اور اس کے نتائج کے بارے میں مدلل انداز میں حقائق بیان کرنا چاہئے۔ ایسے مضامین میں خیالی طوطا مینا اڑانے کی گنجائش نہیں ہوتی۔ ہر بات حقیقت پر مبنی ہوتی ہے۔ جیسے موبائل فون کے فائدے اور نقصانات، گلوبل وارمنگ آج کے اہم موضوعات ہیں۔

سرگرمی:

زعفران ایک معلوماتی مضمون ہے۔ ہندوستان کی مختلف فصلوں جیسے جوٹ، سورج مکھی، ربر وغیرہ پر مختصر معلوماتی مضامین لکھے جاسکتے ہیں۔ اپنے کسی پسندیدہ موضوع پر مضمون لکھئے۔

☆☆☆

© KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

سبق:16



مچھر کا الٹی میٹم

دلاور فگارؔ

تخلیق: طنزیہ ومزاحیہ تخلیقات میں زمانے کی ناہمواریوں اور زندگی کی کوتاہیوں کو بیان کیا جاتا ہے۔عموماً طنز ومزاح کا مقصد اصلاح ہوتا ہے۔ ہمارے ادب میں طنز ومزاح کی قدیم روایت ہے۔اس کے عناصر غالبؔ سے بھی پہلے ملتے ہیں۔انھوں نے زندگی اور موت کی باتیں بھی ظریفانہ انداز میں کی ہیں۔غالبؔ کی شاعری ہو یا نثر، دونوں میں یہ عنصر موجود ہے۔ان کے بعد اکبرؔ الٰہ آبادی جیسا طنز نگار اردو ادب میں پیدا نہیں ہوا۔دلاور فگارؔ دورِ حاضر کے مشہور ومعروف، ظریف شاعر ہیں۔انھوں نے زندگی کے مختلف واقعات کو مزاحیہ انداز میں بیان کیا ہے۔دلاور فگارؔ کی یہ نظم ان کی کالم نگاری کا حصہ ہے اس طنزیہ نظم میں دلاور فگارؔ نے سماجی برائیوں کو بیان کیا ہے۔

تخلیق کار: نام دلاور حسین، تاریخی نام سعید اختر اور قلمی نام دلاور فگار ہے 8/جولائی 1929ء کو شہر بدایوں میں پیدا ہوئے۔ان کی تعلیم بدایوں اور علی گڑھ میں ہوئی۔انھوں نے ایم اے اردو اور ایم اے معاشیات کی ڈگریاں حاصل کیں۔ایم اے انگلش کے پہلے سال کا امتحان پاس کرکے پڑھائی ترک کردی۔انھیں بیک وقت فارسی، اردو اور انگریزی زبان پر عبور حاصل ہے۔اوروں کی طرح یہ بھی پاکستان ہجرت کرگئے۔وہاں جانے کے بعد صحافت سے وابستہ ہوگئے۔اخبار میں منظوم کالم نگاری کرتے ہیں۔

دلاور فگارؔ کا کلام ہندوستان اور پاکستان میں نہایت شوق سے پڑھا جاتا ہے۔ان کے کئی مجموعۂ کلام اب دستیاب نہیں ہیں۔''ستم ظریفیاں''، ''شامتِ اعمال''، ''آداب عرض''، ''انگلیاں فگار اپنی''، ''ازسرِنو''، ''مطلع عرض ہے''، ''سنچری'' اور ''خدا جھوٹ نہ بلوائے'' ان کے مشہور طنزیہ ومزاحیہ شعری مجموعے ہیں۔اس کے علاوہ انھوں نے امریکہ کے سابق صدر جمی کارٹر کی خودنوشت کا اردو میں ترجمہ کیا ہے۔

©KSEB NOT TO BE REPUBLISHED



بلدیہ والوں سے اب کیا بحث میں سر ماریئے
بلدیہ والے یہ کہتے ہیں کہ مچھر ماریئے

کہتا ہے مچھر کہ مجھ کو مار کر تو دیکھ تُو
''میرے طوفاں یم بہ یم دریا بہ دریا جُو بہ جُو''

دیکھ اے ناداں یوں مجھ پر نہ ڈی ڈی ٹی چھڑک
تیرا یہ غازہ مرے چہرہ کو دے دے گا چمک

تیرا ٹائی فون مجھ کو ختم کرسکتا نہیں
میں تو اک فنکار ہوں فنکار مرسکتا نہیں

مجھ سے لڑنے کا ارادہ ترک کردے اے فِگار
ورنہ پوری نسل کو آجائے گا جاڑا بخار

مجھ سے کیوں ڈرتا ہے میرے ہاتھ میں خنجر نہیں
قاتل انساں کا، خود انساں ہے مچھر نہیں

سیٹھ جی تیرا لہو چوسیں تو خوش ہوتا ہے تُو
میں بھی چکھ لیتا ہوں تھوڑا سا تو کیوں روتا ہے تُو

©KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

فرہنگ

I الفاظ ومعانی:

ارادہ ترک کرنا=(محاورہ) ارادہ چھوڑ دینا بلدیہ=(ا۔مث) میونسپلٹی، شہر کی صفائی کرنے والا محکمہ

ٹائی فون =(انگریزی لفظ) Typhoon یعنی طوفان

ڈی ڈی ٹی =Di chloro Di phenyl Tri chloro methane مچھر مارنے کی دوا

جُو بہ جُو =(ا۔مث) ندی بہ ندی سر مارنا =(محاورہ) سر پٹکنا

غازہ =(ا۔مذ) سرخی پاوڈر، اُبٹن یم بہ یم =(ا۔مذ) دریا بہ دریا

II(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے ایک جملے میں جوابات لکھئے۔

۱) بلدیہ والے کیا کام کرتے ہیں؟

۲) مچھر بلدیہ والوں کو کیا تنبیہہ کرتا ہے؟

۳) ڈی ڈی ٹی چھڑکنے سے مچھر پر کیا اثر ہوتا ہے؟

۴) مچھر کو کوئی طوفان کیوں ختم نہیں کرسکتا؟

۵) مچھر کی نظر میں انسان کا قاتل کون ہے؟

۶) مچھر اپنے آپ کو کیا کہتا ہے؟

(ب) مختصر جوابات لکھئے۔

۷) شاعر نے انسان کو انسان کا قاتل کیوں کہا ہے؟

۸) آخری شعر میں کیا کہا گیا ہے؟

III(الف) ناموزوں قافیوں کی نشاندہی کیجئے۔

۹) طوفان نادان ٹائی فون

۱۰) مچھر سر خنجر

۱۱) فگار بخار فنکار

۱۲) غازہ ارادہ بُرادہ

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

(ب) ہر گروہ سے غیر مترادف لفظ الگ کیجئے۔

۱۳) مطمئن　　خوشی　　سرور　　----------

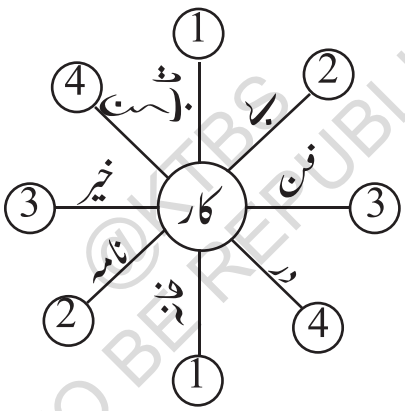
۱۴) نادان　　دانا　　بے وقوف　　----------

۱۵) امیر　　دولت مند　　عقل مند　　----------

۱۶) عطا　　خطا　　بخشش　　----------

(ج) مثال کے مطابق دائرے میں دیئے گئے لفظ کو سابقے اور لاحقے کے طور پر جوڑ کر مرکبات خالی جگہ پر لکھئے۔

مثال = شاہ + کار = شاہکار　　کار + گر = کار گر



۱) ----------　　----------

۲) ----------　　----------

۳) ----------　　----------

۴) ----------　　----------

سرگرمی: اپنے پسندیدہ موضوع پر طنزیہ انداز میں ایک پیراگراف لکھئے۔

☆☆☆

©KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

سبق:17

طوطیٔ ہند۔۔۔امیر خسرو

نصابی کمیٹی



کسی بھی ملک کی تاریخ، سلاطین کی فتوحات اور ان کے فلاحی کاموں کے علاوہ مذہبی رہنماؤں اور فنکاروں کے کارناموں کے ذکر سے مکمل ہوتی ہے۔ان نیک، اور روشن خیال ہستیوں کے کاندھوں پر حکمرانوں اور بھٹکے ہوئے عوام کو دین و دنیا کی حقیقت سے آگاہ کرنے کی ذمہ داری ہوتی ہے۔

حضرت امیر خسرو کا شمار ایسی ہی نایاب ہستیوں میں ہوتا ہے۔ وہ ہمہ جہت شخصیت کے مالک تھے، وہ باکمال شاعر، اعلیٰ پایے کے موسیقار، جاں نثار مرید، سچے وطن پرست اور نیک طینت انسان تھے۔ ان کا نام ابوالحسن یمین الدین خسرو، وہ امیر سیف الدین کی دوسری اولاد تھے۔آگے چل کر امیر خسرو کے نام سے مشہور ہوئے۔ وہ 1254ء بمطابق 651ھ بمقام مومن پورہ ضلع ایٹہ (اتر پردیش) میں پیدا ہوئے۔ان کے والد ترک تھے اور ان کا تعلق ہزارہ قبیلے سے تھا۔ وہ دربار شاہی سے وابستہ تھے۔ کہتے ہیں کہ خسرو جب پیدا ہوئے تو ان کے والد انھیں کپڑے میں لپیٹ کر ایک مرد درویش کی خانقاہ میں لے گئے۔ انھوں نے ننھے بچے کو دیکھتے ہی فرمایا ''تم میرے پاس ایسے کو لائے ہو جو خاقانی سے دو قدم آگے ہوگا۔''

اس مردِ درویش نے ننھے بچے کی پیشانی پر لکھی عبارت پڑھ لی تھی ''ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات''۔خسرو بچپن ہی سے بلا کے ذہین تھے۔ والد نے ان کے لئے تعلیم و تربیت کا معقول انتظام کیا تھا۔انھوں نے کم عمری میں خطاطی کا فن سیکھا پھر شعر و شاعری کی جانب راغب ہوئے۔ وہ خوش الحان تھے، ایک دفعہ ان کے استاد خواجہ سعدالدین اپنے شاگرد کے ہمراہ مشہور عالم خواجہ عزالدین کی محفل میں پہنچے، خسرو کا تعارف کرایا اور کہا کہ یہ بچہ شعر بڑے اچھے ترنم سے پڑھتا ہے۔ یہ سن کر مولوی صاحب نے ایک کتاب خسرو کے حوالے کی اور چند اشعار

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

پڑھنے کی فرمائش کی۔خسرو نے ترنم سے اشعار سنائے۔جس پر وہ بے حد خوش ہوئے۔استاد کے اصرار پر ان کی شعری صلاحیت کا امتحان لیا گیا۔امیر خسرو نے فی البدیہہ شعر کہہ کر خواجہ صاحب کو حیرت میں ڈال دیا۔خواجہ عزالدین نہ صرف خوش ہوئے بلکہ ان کی ہمت افزائی کی اور سلطانی تخلص اختیار کرنے کا مشورہ دیا۔ابتدائی دور کی غزلوں میں خسرو نے یہی تخلص استعمال کیا۔آخر وہ دن بھی آیا جب خسرو کا نام شاعر کی حیثیت سے چاروں طرف گونجنے لگا۔یوں اس مردِ درویش کی پیشن گوئی سچ ثابت ہوئی۔

حضرت امیر خسرو کی شعری صلاحیتیں پروان چڑھ رہی تھیں کہ ان پر پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ان کے والد منگولوں سے لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔والد کی بے وقت موت نے انھیں غمزدہ کر دیا لیکن نانا عمادالملک نے ان کے شوق کی پذیرائی کی۔نانا کے انتقال کے بعد پھر وہ ناامیدی کا شکار ہو گئے۔آخر کار ان کی ذہانت اور صلاحیت نے انھیں دربار تک پہنچایا۔خصوصاً علاءالدین خلجی کے دور میں انھیں اپنی شاعرانہ صلاحیتوں کے اظہار کا بھرپور موقع نصیب ہوا۔ان کے کلام کی مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ درباری موسیقار اور رقاصائیں ان کی غزلیں گایا کرتی تھیں۔ ہر شخص ان کے کلام سے لطف اندوز ہوتا تھا۔

امیر خسرو نے بادشاہوں کی مدح میں قصیدے لکھے اور ان کی فرمائش پر مثنوی بھی لکھی۔علاءالدین خلجی کے بیٹے مبارک شاہ خلجی کی فرمائش پر ایک مثنوی (نہہ سپہر) لکھی۔جس کی تکمیل پر بادشاہ نے انھیں ہاتھی کے ہم وزن سونا دینے کا وعدہ کیا تھا۔بادشاہ نے وعدہ پورا کیا لیکن انعام کی حقیقت کسی کو معلوم نہ ہو سکی۔خسرو کہتے ہیں ''مبارک بادشاہ نے ایسا انعام دیا جو اس سے پہلے کسی بادشاہ نے نہیں دیا تھا۔''

امیر خسرو مقبول و معروف شاعر کے علاوہ فنِ موسیقی کے ماہر تھے۔انھوں نے فن موسیقی میں نہ صرف مہارت حاصل کی بلکہ اس میں نئی نئی ایجادات بھی کیں۔ہندوستانی اور ایرانی موسیقی کے امتزاج سے نئے سُر ایجاد کئے۔اس لئے وہ مختلف سُروں کے مُوجِد کہلائے۔کہا جاتا ہے کہ قوالی کی موجودہ طرز ان ہی کی ایجاد ہے۔آلۂ موسیقی ستار (سی تار) کی ایجاد کا سہرا ان ہی کے سر ہے۔موسیقی کی مہارت سے متعلق ایک واقعہ مشہور ہے۔ایک بار موسیقی کے مقابلے میں انھوں نے اپنے ہم عصر مشہور موسیقار گوپال کو شکست دے کر ''نائک'' کا مرتبہ حاصل کیا۔یہ منصب موسیقی کے فن میں ماہر استاد ہی کو دیا جاتا تھا۔

امیر خسرو نے خاندان غلاماں سے لے کر خاندانِ خلجی تک مختلف شاہی خاندانوں کا عروج و زوال دیکھا اور

NOT TO BE REPUBLISHED ©KTES

درباروں میں اپنی فنکارانہ صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا۔اس کے ساتھ ساتھ حضرت نظام الدین اولیاءؒ کے سچے شاگرد اورفرماں بردارغلام کی طرح زندگی گزاری۔آٹھ سال کی عمر میں اپنی مرضی سے پیرومرشد کے ہاتھوں بیعت کی اور عمر بھر جاں نثار عاشق بنے رہے۔خود اپنے مرشد کے سائے میں عرفان وآگہی کا سبق حاصل کیا اور اپنی شاعری سے اوروں کوسکون پہنچایا۔

امیر خسرو قومی یکجہتی کے پیامبر تھے۔وہ ہندوؤں کو دوسرے مذاہب کے پیروؤں کے مقابلے میں ترجیح دیتے تھے۔ان کا خیال تھا کہ ہندوؤں اور مسلمانوں میں بہت سے عقائد مشترک ہیں۔وہ چاروں ویدوں میں بیان کئے گئے حقائق ومعارف کی باتوں کا احترام کرتے تھے۔وہ ہندوستانی زبانوں کی شُدبُد رکھتے تھے اور یہاں کی قدیم زبان سنسکرت کوعلوم وفنون کا خزانہ مانتے تھے۔ان کی وطن پرستی کی مثال شاید ہی ملے۔وہ سچے وطن پرست تھے انھوں نے ہندوستان کے آگے ترکستان اور روم کو بھی ہیچ سمجھا۔وہ اپنے آپ کو ہندوستانی ترک کہا کرتے تھے۔ان کی سانسوں میں وطن کی مٹی کی خوشبو بسی تھی۔انھوں نے اپنے اشعار میں اس بات کا اعتراف بھی کیا ہے۔وہ کہتے ہیں ''سچ پوچھو تو میں ہندوستان کا طوطی ہوں اگر تم مجھ سے شیریں گفتار چاہتے ہو تو ہندوی میں بات کرو۔''

دراصل امیر خسرو دو عظیم تہذیبوں کے درمیان ایک پل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ہر ہندوستانی شئے سے انھیں محبت تھی۔ہندوستانی آب وہوا،تہذیب،عقائد ان کی شخصیت میں ایسے رچ بس گئے تھے جیسے ستار کی تار میں سُر۔ ان کے نزدیک اپنے وطن کی حیثیت ''جنتِ عدن'' کی سی تھی۔انھوں نے ہندوستانی پھول یعنی چمپا، کیوڑا، دونا، ڈھاک،سیوتی، جوہی، بیلا اور سوسن کا ذکر بڑی محبت سے کیا۔وہ آم اور خربوزے کے دلدادہ تھے اور پان کے شیدائی، کیونکہ پان کا ہماری تہذیب سے گہرا رشتہ جو ہے۔ہندوستانی پرندوں میں طوطے پر اس لئے جان چھڑکتے تھے کہ یہ پرندہ سدھانے پر قرآنی آیات کی تلاوت کرتا ہے۔طوطے کے علاوہ ہندوستانی رنگین پروں والا موران کا پسندیدہ پرندہ تھا۔آج اس پرندے کو ہم قومی پرندہ مانتے ہیں۔

امیر خسرو کو ہر ہندوستانی سے پیار تھا۔ہر طبقے کے لوگوں سے وہ مہر ومحبت سے پیش آتے تھے حتیٰ کہ اپنے فارسی اور ہندی آمیز اشعار، پہیلیوں،معموں اور چٹکلوں سے سب کو محظوظ کرتے تھے، ہندوستانی پھلوں، پرندوں اور معمولی سے معمولی اشیاء سے متعلق ان کی پہیلیاں آج بھی زبان زدِ خاص وعام ہیں۔ان کی پہیلیاں تفریح کا ذریعہ نہیں بلکہ یہ ایک طرح کی ذہنی ورزش کی حیثیت رکھتی ہیں جیسے۔

- پیٹھ سخت اور پیٹ نرم۔۔۔۔۔۔۔۔۔منہ میٹھا تاثیر گرم (خربوزہ)

© CBSE NOT TO BE REPUBLISHED

- گلا کاٹے وہ چُوں نہ کرے اور منہ رکت بہائے
  سو پیاری باتیں کرے مگر کتھا دکھلائے (پان)

- تل اوپر کے دو ہیں بھائی ان کا ہے یہ کام
  لڑیں بھڑیں آپس میں دونوں مل کر کریں کلام (ہونٹ)

- گھوم گھمیلا لہنگا پہنے ایک پاؤں سے رہے کھڑی
  آٹھ ہاتھ ہیں اس ناری کے صورت اس کی لگے پری
  سب کوئی اس کی چاہ کرے ہیں گبرو مسلماں ہندو چھتری
  خسرو نے یہ کہی پہیلی دل میں اپنے سوچ ذری (چھتری)

امیر خسرو کے نزدیک شاعری محض ایک شوق نہیں حکمت کی باتوں کا ذریعہ تھی۔ انھوں نے مثنویوں ''لیلیٰ مجنوں''، ''شیریں فرہاد'' اور ''آئینہ سکندری'' میں اپنے تینوں بیٹوں کو خوب نصیحت کی۔ مثنوی ''ہشت بہشت'' میں اپنی بیٹی کو باعفت اور پاک دامن رہنے کی تاکید کی۔ اسی مثنوی میں سلطان علاء الدین جیسے جاہ و جلال والے بادشاہ کو نصیحتیں کیں اور فرائض سے آگاہ کیا۔

امیر خسرو جیسے ہمہ صفت انسان صدیوں میں پیدا ہوتے ہیں۔ علامہ اقبال ان کی عظمت کا اعتراف کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

رہے نہ ایبک و غوری کے معرکے باقی
ہمیشہ تازہ و شیریں ہے نغمۂ خسرو

فرہنگ

I(الف) الفاظ و معانی:

طوطی = (ا۔مذ،مث) ایک خوش آواز چھوٹا پرندہ
فتوحات = (ا،مث) فتح کی جمع
سرپرستی = (ا۔مث) حمایت، امداد
پیامبر = (ا۔مذ) قاصد، پیغام پہنچانے والا
مشترک = (صف) شریک، شرکت کیا ہوا
فلاحی = (ا۔مث) بھلائی، بہتری، سلامتی
ظہور = (ا۔مذ) انکشاف، اظہار
پذیرائی = (ا۔مث) منظوری، قبولیت
پیروی = (ا۔مث) تقلید، فرمانبرداری
بیعت = (ا۔مث) اطاعت کا عہد، مرید بننا

NOT TO BE REPUBLISHED @KTES

خانقاہ =(ا۔مث) درویشوں کے رہنے کی جگہ　　شیدائی=(ا۔مذ)عاشق، چاہنے والا،فدا
محظوظ=(صف) مسرور،خوش وخرم　　حکمت=(ا۔مث) دانائی،عقل،تدبیر
مُرشِد= (ا۔مذ)ہدایت کرنے والا، پیر،اُستاد　　اِصرار =(ا۔مذ) ہٹ،ضد،تاکید
ماہر =(ا۔مذ) مہارت رکھنے والا،کامل فن،تجربہ کار　شیریں =(صف) میٹھا،خوشگوار
شُدبُد =(ا۔مذ)کسی کام میں تھوڑی بہت مہارت رکھنا　خاقانی = ایران کا مشہور قصیدہ گوشاعر
مطیع= (امذ) اطاعت کرنے والا　　نغمہ =(ا۔مذ) گیت،ترانہ،راگ

(ب) مرکبات:

مردِدرویش =پارسا،نیک،ولی　　جاں نثار = جان قربان کرنے والا
باعفت =عزت والا،　　باکمال = ماہر
راست گو =سچ بولنے والا　　روشن خیال = عالی دماغ
فی البدیہہ =بے سوچے سمجھے/برجستہ کہنا بے وقت = بے موقع
ہم وزن =برابر وزن کا　　نایاب = نہ ملنے والا،قیمتی
عرفان وآگہی=خداشناسی　　جاہ وجلال = شان وشوکت
شیریں گفتار= گفتگو کا دل پسند ہونا　　مصیبت کا پہاڑ = بڑی مصیبت
جنتِ عدن = وہ جنت کا باغ جس میں حضرت آدمؑ کو رکھا گیا تھا۔

(ج) اضداد:

شیریں ×تلخ،　نیک مزاج ×بدمزاج،　خوشگوار × ناخوشگوار،　مسرور ×مغموم

(د) محاورات:

پہاڑ ٹوٹنا =مصیبت پڑنا، آگاہ کرنا =واقف کرنا،　لطف اندوز ہونا =لطف اُٹھانا
سہرا سر ہونا= کسی کام کی تکمیل کی ذمہ داری/ کام کا دارومدار ہونا
جان چھڑکنا=دل وجان سے پیار کرنا　　پروان چڑھنا = کامیاب ہونا

(ھ) کہاوت:

کسی زبان کا ایسا جملہ،قول یا فقرہ کہاوت کہلاتا ہے جس سے انسانی زندگی کے تجربوں کا اظہار ہوتا ہے۔ یہ

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

جملے اپنے حقیقی معنی کے بجائے مجازی معنی میں استعمال ہوتے ہیں۔

ہونہار بِروا کے چکنے چکنے پات : (’بروا‘ معنی پودا، مگر اس کہاوت میں بروا کے معنی بچّے کے ہیں) ہونہار بچے کے آثار پہلے ہی اچھے نظر آتے ہیں۔

II (الف) ایک جملے میں جواب لکھئے۔

۱) خسرو کے والد کونسے قبیلے سے تعلق رکھتے تھے؟

۲) یمین الدین آگے چل کر کس نام سے مشہور ہوئے؟

۳) مرد درویش نے خسرو کو دیکھ کر کیا کہا؟

۴) خسرو نے کم عمری میں کونسا فن سیکھا؟

۵) خسرو نے ابتداء میں کیا تخلص اختیار کیا؟

۶) مبارک شاہ نے مثنوی لکھنے پر خسرو کو انعام میں کیا دینے کا وعدہ کیا تھا؟

۷) موسیقی کے مقابلے میں خسرو نے کس کو شکست دی؟

۸) خسرو کے پیر و مُرشد کا نام کیا تھا؟

۹) خسرو کے پسندیدہ پھل کونسے تھے؟

۱۰) خسرو نے جس مثنوی میں سلطان علاء الدین خلجی کو نصیحت کی اس کا نام کیا ہے؟

(ب) تین چار جملوں میں جواب لکھئے۔

۱۱) خسرو کی شعری صلاحیتوں کا کس طرح امتحان لیا گیا؟

۱۲) خسرو کو ابتدائی زندگی میں مصیبتوں کا سامنا کیوں کرنا پڑا؟

۱۳) موسیقی کی دُنیا میں خسرو کی ایجادات کیا تھیں؟

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

۱۴) امیر خسرو کو قومی یکجہتی کا پیامبر کیوں کہا جاتا ہے؟

۱۵) امیر خسرو اپنے آپ کو ہندوستانی ترک کیوں کہتے تھے؟

(ج) چھ سات جملوں میں جواب لکھئے۔

۱۶) امیر خسرو کی شاعرانہ اور فنکارانہ صلاحیتوں کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

۱۷) امیر خسرو کو دو عظیم تہذیبوں کے درمیان ایک پل کیوں کہا گیا؟

۱۸) بحث کیجئے کہ ''امیر خسرو کی نظر میں شاعری ایک شوق نہیں حکمت کا درجہ رکھتی تھی''

III (الف) ان میں سے متعلقہ بیان پر نشان لگائیے۔

۱۹) امیر خسرو نے فی البدیہہ شعر کہہ کر خواجہ صاحب کو حیرت میں ڈال دیا کیونکہ

(الف) وہ ذہین تھے۔

(ب) بچپن سے ہی ان میں شعری صلاحیت موجود تھی۔

(ج) وہ نڈر تھے۔

۲۰) آلۂ موسیقی ستار کی ایجاد کا سہرا خسرو کے سر ہے کیونکہ

(الف) وہ ستار بجانا سکھاتے تھے۔

(ب) انھوں نے ستار ایجاد کیا۔

(ج) ستار اُن کا پسندیدہ آلۂ موسیقی تھا۔

۲۱) خسرو اپنے آپ کو ہندوستانی تُرک کہتے تھے کیونکہ

(الف) وہ سچے وطن پرست تھے۔

(ب) انھیں ترک ہونے پر ناز تھا۔

(ج) انھیں ہندی مسلمان ہونے کا احساس تھا۔

(ب) ایک لفظ میں جواب دیجئے۔

پیغام پہنچانے والا=_____ چاہنے والا=_____ ہدایت کرنے والا=_____

@RTBS NOT TO BE REPUBLISHED

سچ بولنے والا=۔۔۔۔۔۔۔ جان قربان کرنے والا=۔۔۔۔۔۔۔۔ نہ ملنے والا=۔۔۔۔۔۔۔۔

مہارت رکھنے والا =۔۔۔۔۔۔۔۔ عزت والا =۔۔۔۔۔۔۔۔اطاعت کرنے والا =۔۔۔۔۔۔

(ج) قوسین میں دیئے گئے مصادر کی مدد سے محاورے مکمل کر کے جملوں میں استعمال کیجئے۔

(چھڑکنا، چڑھنا، کرنا، ہونا، ٹوٹنا)

۱) پہاڑ۔۔۔ ۲) سہرا سر۔۔۔ ۳) لطف اندوز۔۔۔ ۴) پروان۔۔۔۔ ۵) جان۔۔۔

(د) معنی کے لحاظ سے مناسب کہاوت پر نشان لگایئے۔

ناظر بچپن سے ہی انتہائی شریر تھا۔ اب تو وہ ایک بگڑا ہوا جوان بن گیا تھا۔ اس کے استاد کو پہلے سے اس بات کا اندازہ تھا۔

۱) سانپ کے پاؤں پیٹ میں ہوتے ہیں۔

۲) پوت کے پاؤں پالنے میں دیکھے جاتے ہیں۔

(ھ) مندرجہ ذیل کہاوتیں کس مقصد کے لیے استعمال ہوتی ہیں۔ اس کی نشاندہی کیجئے۔

۱) گھر کی مُرغی دال برابر (قدردانی کے لیے، بے قدری کے لیے)

۲) نو سو چوہے کھا کے بلی حج کو چلی (طنز کے طور پر، تعریف کے طور پر)

(و) پہلے دو لفظوں کی مناسبت سے تیسرے لفظ کا جوڑ لکھئے:

(1) شاعرِ انقلاب : جوشؔ ملیح آبادی : : طوطیٔ ہند :۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

(2) ہدایت کرنے والا : ہادی : : مہارت رکھنے والا:۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

(3) پہاڑ ٹوٹنا : محاورہ : : ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات:۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

(4) نیک مزاج : بدمزاج : : خوشگوار :۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

صحیح تلفظ: بعض الفاظ کی ادائیگی میں احتیاط ضروری ہے۔ عموماً کئی الفاظ غلط تلفظ کے ساتھ ادا کئے جاتے ہیں۔ حسب ذیل الفاظ کو صحیح تلفظ کے ساتھ ادا کیجئے۔

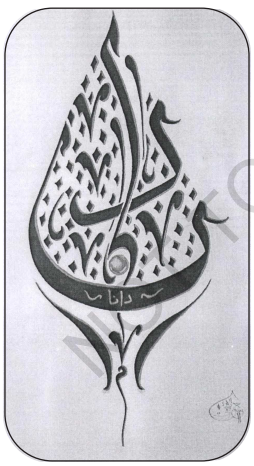
بیعت = (بَے عَتْ)　　موجد=(مُوجِد)　　مشترکہ =(مُشْ۔تَ رِکَ ہْ)

مرشد = (مُرْ شِدْ)　　لغوی=(لُ غْ۔وِیْ)　　محظوظ =(مَحْ۔ظُوْ۔ظ)

اضافی معلومات:

فن خطاطی: ظہورِ اسلام سے قبل عربی زبان میں فن خطاطی رواج پا گیا تھا۔ اسلام نے اس پر خصوصی توجہ دی۔ فن خطاطی کے نمونے تاریخ اسلام کی عظیم یادگار کی حیثیت رکھتے ہیں۔ مغلیہ عہد میں شہزادے اور شہزادیوں نے اس فن میں مہارت حاصل کی تھی۔ اکبر بادشاہ اس فن سے ناواقف تھا مگر اس کی سرپرستی کی۔ مخطوطوں، محلات، عمارات شاہی کے در و دیوار پر فن خطاطی کے نمونے ملتے ہیں۔ خانۂ کعبہ کے غلاف اور طغروں پر لکھی آیات فنِ خطاطی کے خوبصورت نمونے ہیں۔ آج بھی اس کے مختلف نمونے ملتے ہیں۔





WEBSITE @KTBS TO BE REPUBLISHED

سرگرمی:

- فن خطاطی کے مختلف نمونے جمع کیجئے۔
- ٹیپو سلطانؒ، ابوالکلام آزادؔ، پنڈت جواہر لال نہرو، یا ڈاکٹر عبدالکلام میں سے کسی ایک شخصیت پر مضمون لکھئے۔

☆☆☆

سبق:18

(۱) غزل
(حصۂ ب)



علامہ اقبالؔ

تخلیق: غزل میں عشق حقیقی اور عشق مجازی کی باتیں کی جاتی ہیں۔ عشق حقیقی کے معنی خدائے تعالیٰ سے عشق اور عشق مجازی سے مراد دنیاوی محبوب سے عشق ہے۔ اقبالؔ کی غزلوں میں عشق حقیقی کی سرشاری ملتی ہے۔ عاشق (بندے) کا اپنے معشوق (خدا) سے مکالمہ اس غزل کی جان ہے۔

تخلیق کار: شیخ محمد اقبال نام اور اقبالؔ تخلص کرتے تھے 1877ء کو بمقام سیالکوٹ پیدا ہوئے۔ لاہور میں انگریزی اور فلسفے کے پروفیسر رہے بعد میں وکالت بھی کی۔ اعلیٰ تعلیم کے لئے لندن اور جرمنی گئے بیرسٹری اور ڈاکٹریٹ کی ڈگریاں حاصل کیں۔ آپ نے اپنے کلام کے ذریعہ مسلمانوں میں ایک نئی روح پھونکی، فلسفۂ خودی آپ کے کلام کا اہم جُز ہے۔ آپ کی شاعری اسلامی نظریات کی تفسیر ہے۔ آپ کو شاعرِ مشرق بھی کہا جاتا ہے۔ بانگِ درا، بالِ جبرئیل، ضربِ کلیم اور ارمغانِ حجاز آپ کے شعری مجموعے ہیں، 1938ء کو انتقال کیا۔

ترے عشق کی انتہا چاہتا ہوں
مری سادگی دیکھ کیا چاہتا ہوں

ستم ہو کہ ہو وعدۂ بے حجابی
کوئی بات صبر آزما چاہتا ہوں

یہ جنت مبارک رہے زاہدوں کو
کہ میں آپ کا سامنا چاہتا ہوں

ذرا سا تو دل ہوں، مگر شوخ اتنا
وہی ''لن ترانی'' سنا چاہتا ہوں

NOT TO BE REPUBLISHED © KTES

کوئی دم کا مہماں ہوں اے اہلِ محفل
چراغِ سحر ہوں، بجھا چاہتا ہوں

بھری بزم میں، راز کی بات کہہ دی
بڑا بے ادب ہوں سزا چاہتا ہوں

فرہنگ

I(الف) الفاظ ومعانی:

انتہا = (ا۔مث) انجام، خاتمہ، تکمیل
دم = (ا۔مذ) پل، لحظہ
زاہد = (ا۔مذ) پرہیزگار
شوخ = (صف) شریر

(ب) مرکب الفاظ:

بےحجابی = (صف) بے پردگی
چراغِ سحر = (ف) صبح دم بجھنے والا چراغ
صبرآزما = (صف) تکلیف دہ
لن ترانی = (ع۔مث) تو مجھے نہیں دیکھ سکے گا

(ج) معنوی فرق:

شوخ=شریر شوق=خواہش عبد=بندہ اَبد=ہمیشہ ارض=زمین عرض=گذارش

II(الف) درجِ ذیل سوالات کے جوابات ایک جملے میں لکھئے۔

۱) شاعر خدا سے کیا چاہتا ہے؟
۲) شاعر کو جنت کیوں قبول نہیں؟
۳) لفظِ ''لن ترانی'' کے کیا معنی ہیں؟
۴) شاعر سزا کا طالب کیوں ہے؟
۵) ''لن ترانی'' کی تلمیح میں کس واقعہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے؟

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

(ب) مندرجہ ذیل اشعار کی تشریح کیجئے۔

۶) ترے عشق کی انتہا چاہتا ہوں　　مری سادگی دیکھ کیا چاہتا ہوں

۷) یہ جنت مبارک رہے زاہدوں کو　　کہ میں آپ کا سامنا چاہتا ہوں

۸) ذرا سا تو دل ہوں، مگر شوخ اتنا　　وہی ''لن ترانی'' سنا چاہتا ہوں

(ج) ذیل میں دئے گئے الفاظ کی ضد غزل میں تلاش کیجئے۔

ابتداء　　تکلیف　　جہنم　　شام　　جزا　　میزبان

(د) ان الفاظ کے واحد لکھئے۔

مہمانان　　آداب　　محافل　　زہاد

قواعد و بلاغت:

؎ کوئی دم کا مہماں ہوں اے اہلِ محفل

چراغِ سحر ہوں، بجھا چاہتا ہوں

مندرجہ بالا شعر میں چراغِ سحر سے مراد صبح کا چراغ نہیں بلکہ ''چراغِ سحر'' کو زندگی کے آخری لمحات کے معنی میں استعمال کیا گیا ہے ایسا شعر جس میں کسی لفظ کے حقیقی معنی کے بجائے مجازی معنی مراد لئے جائیں لیکن حقیقی اور مجازی معنوں میں تعلق تشبیہہ کا ہو تو اس کو ''استعارہ'' کہتے ہیں۔ استعارہ لفظ مستعار سے مشتق ہے، جس کے معنی ادھار لینے کے ہیں۔

سرگرمی: ذیل کے اشعار میں تشبیہہ اور استعارے کی نشاندہی کیجئے۔

۱؎ یہ سُنتے ہی تھرّا گیا گلّہ سارا

یہ داعی نے للکار کر جب پکارا

۲؎ میرؔ ان نیم باز آنکھوں میں

ساری مستی شراب کی سی ہے

☆☆☆

NOT TO BE REPUBLISHED ©KTBS



اسرارالحق مجازؔ

(۲) غزل

تخلیق: غزل کے ہر شعر کا مطلب مکمل ہوتا ہے اور ایک ہی غزل کے اشعار میں مختلف موضوعات پر اظہارِ خیال کیا جاتا ہے۔ جبکہ غزلِ مسلسل ایسی غزل ہے جس میں شاعر ایک ہی خیال کو تسلسل کے ساتھ پیش کرتا ہے۔ مجاز کی یہ غزل، غزلِ مسلسل کی مثال ہے۔ اس غزل میں شاعر نے غمِ دوراں کو بڑی خوبصورتی سے بیان کیا ہے۔ یہ طویل بحر میں لکھی گئی غزل ہے۔

تخلیق کار: اسرارالحق نام اور مجازؔ تخلص، انھوں نے 1911ء میں، بارہ بنکی کے قصبہ رودولی کے ایک تعلیم یافتہ گھرانے میں آنکھیں کھولیں۔ ادبی اور تعلیمی ماحول میں ان کی پرورش ہوئی، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے بی۔اے۔ کی ڈگری حاصل کی۔ یم۔اے۔ کی تعلیم ادھوری چھوڑ کر آل انڈیا ریڈیو دلّی سے وابستہ ہو گئے۔ ریڈیو کے اردو رسالے ''آواز'' کے مدیر کے فرائض انجام دیتے رہے۔ ممبئی کے محکمۂ اطلاعات میں ملازمت کی پھر لکھنؤ چلے آئے۔ نظم وضبط اور وقت کی پابندی ان کی سرشت میں نہیں تھی۔ اس لیے ریڈیو کی ملازمت سے ہاتھ دھونا پڑا۔ گویا اُن کے پاؤں میں چکر تھا جس کی وجہ سے وہ کہیں بھی مستقل طور پر نہیں رہ سکے، پھر اُن کی زندگی میں ناکامیوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ اس سادہ لوح انسان سے زندگی اور زمانے کے غم برداشت نہیں ہوئے۔ وہ دوبار ذہنی توازن کھو بیٹھے۔ شراب ان کی کمزوری بن گئی۔ آخر کار 44 سال کی عمر یعنی 1955ء میں ان کا انتقال ہوا۔

مجازؔ انقلاب کے علمبرداروں میں سے تھے۔ ترقی پسند شاعروں کی طرح انھوں نے سرمایہ داروں کے خلاف علمِ بغاوت بلند کیا۔ نوجوانوں کی ہمت بندھائی۔ خواتین کو جدوجہد کرنے کی ترغیب دی۔ ان کا صرف ایک ہی مجموعہ ''آہنگ'' ان کی شہرت کا سبب بنا۔ آج ہندوستان میں ان کی صدی منائی جارہی ہے۔ مجازؔ کی قبر پر کندہ یہ شعر اُن کا اور ان کے شہر کا تعارف ہے۔

اب اس کے بعد صبح ہے اور صبح نو مجازؔ
ہم پر ہے ختم شامِ غریبانِ لکھنؤ

© TESS NOT TO BE REPUBLISHED

کچھ تجھ کو خبر ہے ہم کیا کیا، اے شورشِ دوراں بھول گئے
وہ زلفِ پریشاں بھول گئے، وہ دیدۂ گریاں بھول گئے

اے شوقِ نظارہ کیا کہیئے، نظروں میں کوئی صورت ہی نہیں
اے ذوق تصور کیا کیجئے، ہم صورتِ جاناں بھول گئے

اب گل سے نظر ملتی ہی نہیں، اب دل کی کلی کھلتی ہی نہیں
اے فصلِ بہاراں رخصت ہو، ہم لطفِ بہاراں بھول گئے

سب کا تو مداوا کر ڈالا، اپنا ہی مداوا کر نہ سکے
سب کے تو گریباں سی ڈالے، اپنا ہی گریباں بھول گئے

یہ اپنی وفا کا عالم ہے، اب اُن کی جفا کو کیا کہیئے
اک نشتر زہر آگیں رکھ کر، نزدیکِ رگِ جاں بھول گئے

فرہنگ

I (الف) الفاظ و معانی:

شورش = (ف۔مث) فساد، ہنگامہ
دوراں = (مذ) زمانہ
گریاں = (ف) روتا ہوا
دیدہ = (ف۔مذ) آنکھ
تصور = (مذ) خیال
جاناں = (ف۔مث) محبوب
مداوا = (ف۔مذ) علاج
نشتر = (ف۔مذ) زخم چیرنے کا اوزار
جفا = (ف۔مث) بے وفائی

(ب) مرکبات:

زہر آگیں = زہر بھرا
شوقِ نظارہ = دیکھنے کا شوق
فصلِ بہاراں = بہاروں کی فصل
شورشِ دوراں = دنیا کے ہنگامے
ذوقِ تصور = خیال کا شوق
لطف بہاراں = بہاروں کا مزہ
رگِ جان = وہ بڑی رگ جس سے تمام رگوں میں خون پہنچتا ہے

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

II (الف) درج ذیل سوالات کے جوابات ایک ایک جملے میں لکھئے۔

۱) مجازؔ غزل کے پہلے شعر میں کس سے مخاطب ہیں؟

۲) مجازؔ ذوقِ تصوّر سے کس کو بھولنے کی بات کہہ رہے ہیں؟

۳) شاعر فصلِ بہاراں کو کیوں رخصت ہونے کے لئے کہہ رہا ہے؟

۴) شاعر اپنا مداوا کیوں کر نہ سکا؟

(ب) ذیل کے اشعار کی تشریح کیجئے۔

۵) اے شوقِ نظارہ کیا کہئے، نظروں میں کوئی صورت ہی نہیں
اے ذوقِ تصور کیا کیجئے، ہم صورتِ جاناں بھول گئے

۶) سب کا تو مداوا کر ڈالا، اپنا ہی مدوا کر نہ سکے
سب کے تو گریباں سی ڈالے، اپنا ہی گریباں بھول گئے

۷) یہ اپنی وفا کا عالم ہے، اب ان کی جفا کو کیا کہئے
اک نشتر زہر آگیں رکھ کر، نزدیکِ رگِ جاں بھول گئے

III (الف) مندرجہ ذیل مصرعوں کو مکمل کیجئے۔

۸) کچھ تجھ کو خبر ہے ہم کیا کیا ---------------------------بھول گئے

۹) اے----------------------------رخصت ہو ہم لطفِ بہاراں بھول گئے

۱۰) اک---------------زہر آگیں رکھ کر، نزدیکِ-------------بھول گئے

۱۱) اب-----------سے نظر ملتی ہی نہیں، اب دل کی---------کھلتی ہی نہیں

(ب) ان الفاظ کو جملوں میں استعمال کیجئے۔

لطف خبر تصور نظارہ کلی صورت زلف

(ج) صحیح اضداد کی نشاندہی کیجئے۔

گل x خوار، خار بہار x قضا، خزاں

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

وفا x جفا، جزا　　شورش x پریشاں، سکوت　　گریباں x دہن، دامن

(د) اشعار کو غور سے پڑھ کر تکرار والے الفاظ کی فہرست بنائیے۔

۱۲) کچھ تجھ کو خبر ہے ہم کیا کیا، اے شورش دوراں بھول گئے
وہ زلفِ پریشاں بھول گئے، وہ دیدۂ گریاں بھول گئے

۱۳) پتہ پتہ، بوٹا بوٹا، حال ہمارا جانے ہے
جانے نہ جانے گل ہی نہ جانے، باغ تو سارا جانے ہے

۱۴) بھاگ مسافر میرے وطن سے، میرے چمن سے بھاگ
بھیتر بھیتر پھول کھلے ہیں، اندر اندر آگ

۱۵) کہتا ہے مچھر کہ مجھ کو مار کر تو دیکھ تُو،
''میرے طوفاں یم بہ یم ، دریا بہ دریا، جُو بہ جُو''

اضافی معلومات: محکمۂ ڈاک اہم اور نامور شخصیات کی تصاویر والی ڈاک ٹکٹ جاری کرتا ہے۔ 2008ء میں مجازؔ کے نام کی یہ ڈاک ٹکٹ جاری کی گئی تھی۔



☆☆☆

© KSEEB NOT TO BE REPUBLISHED



(۳) غزل

حمید الماسؔ

تخلیق: جدید غزل موضوعات اور لفظیات سے بآسانی پہچانی جاتی ہے۔ صنعتی نظام نے انسان کو ایک مشین کی صورت میں تبدیل کر دیا ہے۔ اس کے سینے میں دل تو دھڑکتا ہے پر وہ مہر و محبت کے معنی بھول گیا ہے۔ جدید غزل میں تنہائی ایک اہم موضوع ہے۔ غزل کے پیرائے میں مخصوص الفاظ اور تراکیب کے ذریعہ زندگی اور زمانے کی حقیقتیں بیان کی جاتی ہیں۔ مندرجہ ذیل غزل میں بے حس اور بے مروت سماج کی باتیں کی گئی ہیں۔

تخلیق کار: نام عبدالحمید، قلمی نام حمید الماسؔ، 7 دسمبر 1935ء ضلع کلبرگی کے ایک مقام سگر شریف میں ان کی ولادت ہوئی۔ ابتدائی تعلیم سگر میں ہوئی۔ منشی کا امتحان پاس کیا۔ کچھ دنوں حیدرآباد میں مقیم رہے۔ محکمۂ محنت سے ان کی باضابطہ سرکاری ملازمت کا آغاز ہوا۔ ریاست کرناٹک کے مختلف شہروں میں ملازمت کرنے کے بعد بنگلور آئے اور بحیثیت ہیڈ کوارٹر اسسٹنٹ ملازمت سے سبکدوش ہوئے۔ حیدرآباد کے قیام کے دوران شاعری کی ابتداء ہوئی تھی۔ یہ شوق آخری دم تک برقرار رہا۔

1974ء میں حمید الماسؔ کا پہلا مجموعۂ کلام ''پہچان کا درد'' شائع ہوا۔ اس کے علاوہ جوئے سبز، نقشِ خرابی، برف شجر آواز اور رنگِ تماشا ان کے کلام کے مجموعے ہیں۔ ان کا آخری شعری مجموعہ ''آخری ساعت سے پہلے'' ان کی وفات کے بعد کرناٹک اُردو اکاڈمی نے شائع کیا۔

حمید الماسؔ نے ہر صنفِ سخن میں طبع آزمائی کی۔ آزاد نظم، نثری نظم، مختصر نظم اور غزلوں کے علاوہ ریڈیو کے لیے فیچر اور غنائیے بھی لکھے۔ وہ ایک کامیاب مترجم تھے۔ انھوں نے بسویشور کے کنڑا وچنوں کا اُردو ترجمہ ''فرمودات'' کے نام سے شائع کیا۔ جسے ساہتیہ اکاڈمی نے انعام سے نوازا۔ انہیں ریاست کرناٹک کا باوقار اعزاز ''راجیوا تسوا ایوارڈ'' بھی عطا کیا گیا۔ شاعری نثر اور تراجم پر مشتمل اُن کی کُل تیرہ کتابیں شائع ہوئی ہیں۔ حمید الماسؔ کی غزلوں اور نظموں میں درد کی دھیمی آنچ کا احساس ہوتا ہے۔ 16 جولائی 2002ء کو ان کا انتقال ہوا۔

© TTS NOT TO BE REPUBLISHED

آخر تمھارے شہر سے ہم بھی نکل گئے
شاید تعلقات کے موسم بدل گئے

اتنی شدید شہرِ تمنا کی دھوپ تھی
باہر گئے تو اپنے کفِ پا ہی جل گئے

ہنگامہ زارِ عشق میں کیا کچھ نہیں ہوا
پھولوں سے نرم لوگ بھی پتھر میں ڈھل گئے

فرصت کہاں کہ یاد کا ملبہ کریدتے
کچھ لوگ آندھیوں میں گرے اور سنبھل گئے

اپنا قصور تھا کہ فریبِ نگاہ تھا
نظریں نہ چھونے پائی تھیں پیکر بدل گئے

ہم خوش ہیں دل میں بارِ رفاقت لئے ہوئے
ورنہ یہ ماجرا تھا کہ سینے دہل گئے

الماسؔ شہرِ نور تھا قدموں کے آس پاس
اچھا ہوا کہ برف کے تو دے پگھل گئے

©KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

فرہنگ

I (الف) الفاظ و معنی:

ہنگامہ = (ف۔مذ) مجمع، بھیڑ، شورش، شور

ملبہ = (ہ۔مذ) کوڑا کرکٹ، خس و خاشاک

رفاقت = (ع۔مث) دوستی، وفاداری، خیرخواہی

پیکر = (ف۔مذ) چہرہ، شکل وصورت

الماس = (ف۔مذ) ہیرا، نہایت قیمتی جوہر

(ب) مرکبات:

شہرِتمنا = خواہشوں کا شہر

کفِ پا = پاؤں کا تلوا

فریبِ نگاہ = نظر کا دھوکا

بارِرفاقت = وفاداری کا بوجھ

شہرِنور = نور کا شہر

II(الف) ایک جملے میں جواب لکھئے۔

۱) حمید الماسؔ کے کسی ایک شعری مجموعے کا نام بتایئے؟

۲) شہرِتمنا کی دھوپ کیسی تھی؟

۳) شہر سے شاعر کے نکلنے کی وجہ کیا ہے؟

۴) آندھیوں میں لوگوں کی کیا حالت ہوتی ہے؟

(ب) دو یا تین جملوں میں جواب لکھئے۔

۵) عشق کے ہنگاموں کا انجام کیا ہوا؟

۶) دوستی کا بوجھ شاعر کو کیوں گوارا ہے؟

۷) بے حسی کی برف پگھلنے پر شاعر مطمئن کیوں ہے؟

(ج) درج ذیل اشعار کی تشریح اپنے الفاظ میں کیجئے۔

۸) ہنگامہ زارِعشق میں کیا کچھ نہیں ہوا
پھولوں سے نرم لوگ بھی پتھر میں ڈھل گئے

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

۹) فرصت کہاں کہ یاد کا ملبہ کریدتے
کچھ لوگ آندھیوں میں گرے اور سنبھل گئے

III (الف) ان مصرعوں میں مناسب جوڑ لگا کر شعر مکمل کیجئے۔

۱۰) اتنی شدید شہرِ تمنا کی دھوپ تھی — اچھا ہوا کہ برف کے تودے پگھل گئے

۱۱) فرصت کہاں کے یاد کا ملبہ کُریدتے — شاید تعلقات کے موسم بدل گئے

۱۲) الماس شہرِ نور تھا قدموں کے آس پاس — باہر گئے تو اپنے کفِ پا ہی جل گئے

۱۳) آخر تمھارے شہر سے ہم بھی نکل گئے — کچھ لوگ آندھیوں میں گرے اور سنبھل گئے

(ب) اضداد لکھئے۔

شہر، نرم ، قصور، رفاقت، نور

(ج) اِس غزل کے حوالے سے مندرجہ ذیل تراکیب کے معنوں کی نشاندہی کیجئے۔

۱۴) تعلقات کے موسم بدلنا سے مراد ہے۔ (اجنبی بن جانا، اجنبی سے دوستی کرنا)

۱۵) شہرِ تمنا کی دھوپ سے مراد ہے۔ (خواہشوں کی شدت، خواہشوں کا شہر)

۱۶) برف کے تودے پگھلنا سے مراد ہے۔ (غلط فہمی ہونا، بے حسی ختم ہونا)

۱۷) یاد کا ملبہ کریدنا سے مراد ہے۔ (ماضی کو یاد کرنا، ماضی کو بھلا دینا)

☆☆☆

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED



خلیل مامونؔ

(۴) غزل

تخلیق کار: نام خلیل الرحمن، قلمی نام خلیل مامونؔ، 27 اگست 1948ء کو شہر بنگلور میں پیدا ہوئے۔ فلسفہ میں ایم۔اے کی ڈگری حاصل کی، تعلیم مکمل کرنے کے بعد الیکٹرانک میڈیا اور اُردو صحافت سے وابستہ ہوئے۔ کرناٹک پولس سرویس میں مختلف عہدوں پر فائز رہے، بطور آئی۔جی۔پی۔ ملازمت سے سبکدوش ہوئے۔ اردو زبان و ادب کی خدمت اِن کی زندگی کا مقصد رہا ہے۔ انہوں نے کرناٹک اردو اکاڈمی کے فعال صدر کی حیثیت سے کام کیا۔ ادارہ اردو منچ کے ذریعہ آج بھی اردو کی خدمت میں مصروف ہیں۔

خلیل مامونؔ کی شاعری کی ابتداء 1971ء سے ہوئی، اب تک اُن کے چار شعری مجموعے ''نشاطِ غم'' (غزلوں کا مجموعہ) ''آفاق کی طرف''، جسم و جان سے دور'' ''بن باس کا جھوٹ'' شائع ہوئے ہیں۔ اِن کے شعری مجموعہ ''آفاق کی طرف'' کو ساہتیہ اکاڈمی نے سال 2011ء کے ایوارڈ سے نوازا ہے۔ ان کی دو نثری کتابیں بھی اہمیت کی حامل ہیں۔ خلیل مامونؔ کا شمار دورِ جدید کے اہم شاعروں میں ہوتا ہے۔

———•———

آ کر قریب، دور بہت جا چکے ہیں ہم
لگتا ہے اپنے آپ سے اُکتا چکے ہیں ہم

آتی نہیں ہے راس ہمیں منزلِ وفا
اِس راہ میں فریب بہت کھا چکے ہیں ہم

دروازۂ سکوت کھلے کب خبر نہیں
لفظ و خیال و خواب سے تنگ آ چکے ہیں ہم

برسیں گے نور کی طرح شب بھر زمین پر
زخموں کے آسمان میں لہرا چکے ہیں ہم

NOT TO BE REPUBLISHED © KTBS

منزل نہیں کوئی نہ سہی رہ گذر تو ہے
پہلے بھی اپنے قدموں کو بہلا چکے ہیں ہم

مامونؔ اپنی آنکھوں میں آنسو نہیں کوئی
شاید کہ نفسِ غم کا پتا پاچکے ہیں ہم

فرہنگ

I الفاظ ومعانی:

اُکتانا = بیزار ہونا
راس آنا = موافق ہونا، سازگار ہونا
سکوت = خاموشی، امن
نفسِ غم = غم کی حقیقت
منزلِ وفا = وفا کی منزل
دروازۂ سکوت = خاموشی کا دروازہ (خاموشی کا خاتمہ)
رہ گذر = راستہ

II(الف) ایک جملے میں جواب دیجئے۔

۱) بہت زیادہ قرب کا انجام کیا ہوا؟
۲) کس چیز سے شاعر تنگ آچکا ہے؟
۳) قدموں کو بہلانے کی خاطر کونسا بہانہ بنایا گیا ہے؟
۴) شاعر کی آنکھوں میں آنسو کیوں نہیں ہیں؟
۵) نور بن کر برسنے کا حق شاعر کو کب ملا؟

(ب) مختصر جواب لکھئے۔

۶) شاعر کو اکتاہٹ کا اندازہ کیسے ہوا؟
۷) منزلِ وفا سے متعلق کونسی بات طے ہے؟
۸) طویل خاموشی کی کیا وجہ بیان کی گئی ہے؟
۹) نفسِ غم کا پتا سے کیا مراد ہے؟

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

(ج) درج ذیل اشعار کی تشریح اپنے الفاظ میں کیجئے۔

۱۰) آتی نہیں ہے راس ہمیں منزلِ وفا　　اِس راہ میں فریب بہت کھا چکے ہیں ہم

۱۱) منزل نہیں کوئی نہ سہی رہ گذر تو ہے　　پہلے بھی اپنے قدموں کو بہلا چکے ہیں ہم

III(الف) سابقے اور لاحقے الگ کیجئے۔

راہ نما،　　وفادار،　　بے وفا،　　پُرفریب،　　رہ گذر،　　لاپتا

(ب) مندرجہ ذیل الفاظ کے اپنی پسند کے دو دو قافیے لکھئے۔

راہ ------　　----- دور　　-----　　-----　　تنگ　　-----　　-----

شب ----　　-----　　وفا　　-----　　-----　　غم -----　　-----

(ج) ان الفاظ کو جملوں میں استعمال کیجئے۔

اکتاہٹ،　　سکوت،　　نور،　　منزل،　　شب

(د) درج ذیل اشعار میں کونسی صنعتیں استعمال ہوئی ہیں۔اُن کے نام لکھئے۔

۱۲) میں بھٹکتا پھرتا ہوں دیر سے، یوں ہی شہر شہر، نگر نگر
کہاں کھو گیا مرا قافلہ، کہاں رہ گئے مرے ہم سفر

۱۳) اس زندگی سے موت بھلی ہے ہزار بار
جیتے ہیں اور جینے کا کچھ مدعا نہیں

۱۴) تہذیب کی شمعیں روشن کیں، اونٹوں کو چرانے والے نے
کانٹوں کو گلوں کی قیمت دی، ذرّوں کے مقدر چمکائے

۱۵) برسیں گے نور کی طرح شب بھر زمین پر
زخموں کے آسمان میں لہرا چکے ہیں ہم

۱۶) نارِ نمرود کو کیا گلزار
دوست کو یوں بچا دیا تو نے

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED



سبق:19

رُباعیات

تخلیق: رُباعی۔ ہر دَور کے شعراء نے صنفِ رباعی میں طبع آزمائی کی ہے۔لفظ رباعی، ربع سے مشتق ہے جس کے معنی چار کے ہیں۔ رباعی کو دوبیتی بھی کہا جاتا ہے۔ کیونکہ اس میں دو بیت یعنی دوشعر ہوتے ہیں۔ اصطلاحِ شاعری میں رباعی سے مراد ایسی نظم ہے جو چار مصرعوں پر مشتمل ہوتی ہے۔ رباعی اور قطعہ میں چار مصرعے ہوتے ہیں، لیکن رباعی کا پہلا، دوسرا اور چوتھا مصرعہ ہم قافیہ اور ہم ردیف ہوتا ہے۔ جبکہ تیسرا مصرعہ ردیف اور قافیہ کا پابند نہیں ہوتا۔ رباعی کا چوتھا مصرعہ حاصلِ کلام ہوتا ہے۔ عموماً اس صنف میں عارفانہ، فلسفیانہ، سماجی، اخلاقی، اصلاحی اور مذہبی مضامین بیان کئے جاتے ہیں۔

———•———

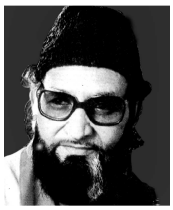
(۱) **شادؔ عظیم آبادی**، نام سید علی محمد، قلمی نام شادؔ عظیم آبادی، 1842ء کو پٹنہ میں پیدا ہوئے۔ کم عمری سے ہی اُن کی شاعری کی ابتداء ہوئی مگر انھیں بہت جلد مقبولیت نصیب ہوئی۔ انھوں نے شاعری کی تمام اصناف میں طبع آزمائی کی۔ ان کی مثنوی ''چشمۂ کوثر'' کئی سو اشعار پر مشتمل ایک طویل مثنوی ہے۔ ان کی لکھی غزلیں اور رُباعیات بھی مشہور ہیں۔ 1927ء میں وفات پائی۔ ذیل میں چند رباعی گو شعراء کی رباعیات پیش ہیں۔

ہے دور کبھی دن کا کبھی یاں شب ہے
گردش کا زمانے کی یہی مطلب ہے
ہم تم نہ رہیں گے ورنہ دنیا ساری
تا حشر یوں ہی رہے گی جیسی اب ہے

(۲) تلوک چند نام، محرومؔ تخلص۔ انھوں نے اردو اور فارسی کے استاد کے طور پر خدمات انجام دیں۔ اِن کے کلام میں اخلاقی اور نیچرل مضامین کا کافی ذخیرہ ہے۔ برجستگی اور روانی اُن کے کلام کی خوبیاں ہیں۔ اُن کے شعری تصانیف میں گنجِ معانی، رباعیات محروم، کاروانِ وطن اور بہارِ طفلی کا شمار ہوتا ہے۔

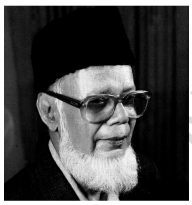
NOT TO BE REPUBLISHED @KTRS

مذہب کی زباں پر ہے نِکوئی کا پیام
حسنِ عمل اور راست گوئی کا پیام
مذہب کے نام پر یہ لڑائی کیسی
مذہب دیتا ہے صلح جُوئی کا پیام



(۳) نام لودی محمد شفیع خاں، تخلص بیکلؔ اتساہی، یکم جون 1928ء کو ضلع گونڈہ کے ایک موضع میں پیدا ہوئے۔ عربی، فارسی کی تعلیم گاؤں میں حاصل کی۔ ادیبِ کامل کا امتحان پاس کیا۔ آگے چل کر قانون کی تعلیم بھی پائی۔ انھوں نے نعت، غزل، نظم، گیت، دوہے اور رباعیات لکھیں۔ ہندی اور اُردو میں اِن کے قومی نظموں کے مجموعوں کے علاوہ غزلوں اور نعتوں کے مجموعے بھی شائع ہوئے ہیں۔ انھیں بے شمار اعزازات سے نوازا گیا۔ وہ دلوں کو موہنے والی پیار کی بولی بولتے ہیں۔ انسان کو انسان بنے رہنے کا سبق دیتے ہیں۔

اب غیر جو احسان کی تمہید کرے ہے
تقدیر اسی بات کی تائید کرے ہے
افلاس کی آنکھوں سے چھلک جائیں گے آنسو
کاہے کو کوئی تذکرۂ عید کرے ہے



(۴) نام ہیچ۔ محمد غوث اور قلمی نام اعجازؔ احسنی، 1926ء کو اپنے آبائی وطن ہاسن میں پیدا ہوئے۔ اِن کی ابتدائی تعلیم ہاسن میں ہوئی۔ حصولِ تعلیم کی غرض سے انھیں میسور وجانا پڑا وہاں اِن کے شعری شوق کو جلا نصیب ہوئی۔ وہ خوش مزاج انسان تھے۔ بہت جلد سنجیدہ شاعری سے ظریفانہ شاعری کی جانب راغب ہوئے۔ اِن کے کلام کا مجموعہ ''ذائقے'' کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ ان کے کلام میں سادگی کے ساتھ ساتھ طنز و مزاح کا ذائقہ بھی ہے۔

باپ، بیٹی کا ہمیشہ ہی سے ناشاد رہا
سہہ کر فرمائشیں داماد کی برباد رہا
یوں تو ہر شخص کی فطرت کو بدل سکتے ہیں
لیکن داماد کو اُلٹا بھی تو داماد رہا

© KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

فرہنگ

I الفاظ ومعانی:

گردش	=	چکر، دَور، انقلاب، بدنصیبی	حشر	=	قیامت، شوروغل، ہنگامہ
نکوئی	=	نیکی، راستی	حسنِ عمل	=	اچھا عمل، اچھا کام
راست گوئی	=	سچائی	صلح جوئی	=	صلح، دوستی
ناشاد	=	ناخوش	تمہید کرنا	=	کسی بات کی ابتداء کرنا
تائید	=	حمایت، طرفداری	عید	=	خوشی، خوشی کا تہوار
افلاس	=	مفلسی، غریبی	غیر	=	اجنبی، دشمن

II(الف) ایک جملے میں جواب دیجئے۔

۱) زمانے کی گردش کا کیا مطلب ہے؟

۲) مذہب کی زبان پر کونسا پیغام ہوتا ہے؟

۳) افلاس کی آنکھوں سے آنسو کب چھلکتے ہیں؟

(ب) دو یا تین جملوں میں جواب دیجئے۔

۴) شادؔ عظیم آبادی نے رباعی میں کونسی حقیقت بیان کی ہے؟

۵) تلوک چند محرومؔ نے اپنی رباعی میں کس بات کا پیغام دیا ہے؟

۶) غیروں پر احسان کی تمہید کرنا کیوں درست نہیں؟

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

۷) اعجاز احسنی نے سماج کی کس بُرائی کی جانب اشارہ کیا ہے؟

III (الف) قوسین میں دیئے گئے بے ترتیب حروف کو کچھ اس طرح ترتیب دیجئے کہ وہ الٹا اور سیدھا یکساں طور پر پڑھے جائیں۔

(ب۔ ا۔ ش۔ ش۔ا)　　(ن۔ ا۔ ن۔ د۔ ا)　　(م۔ د۔ ا۔ ا۔ د)

_____　　_____　　_____

(ت۔ ت۔ خ)　　(ہ۔ م۔ م)　　(س۔ ک۔ ک)

_____　　_____　　_____

(ب) چاروں رُباعیوں کے قوافی کی فہرست تیار کیجئے۔

IV پہلے دو لفظوں کی مناسبت سے تیسرے لفظ کا جوڑ لکھئے:

۱۔ عورتوں سے بات چیت : غزل :: چار مصرعوں والی نظم : ----------

۲۔ برباد : آباد :: صلح : ----------

۳۔ گردش : چکّر :: افلاس : ----------

سرگرمی:

مشہور رباعیات کو جلی حروف میں لکھ کر اپنی جماعت میں آویزاں کیجئے۔

☆☆☆

©KSEBS NOT TO BE REPUBLISHED

Model Question Paper

SSLC First Language Urdu دسویں جماعت زبانِ اوّل اُردو

Sub code : 12U **جملہ نشانات:100**

وقت: 3:15 گھنٹے

I. **درج ذیل سوالات کے چار جوابات دیئے گئے ہیں صحیح جواب کا انتخاب کر کے لکھئے۔** **6x1=6**

1. الفاظ کا مجموعہ جس سے پوری بات سمجھ میں آجائے کہلاتا ہے۔

(A) جملہ (B) مجموعۂ کلام

(C) مجموعۂ الفاظ (D) محاورہ

2. ''امّاں گھر کی ملازمہ تھیں۔'' اس جملہ میں مسند ہے۔

(A) امّاں (B) ملازمہ

(C) گھر کی (D) تھیں

3. سبق ''درشٹی'' کا تعلق اس صنفِ ادب سے ہے۔

(A) سوانح عمری (B) ڈرامہ

(C) افسانہ (D) خودنوشت

4. ابنِ مریم ہوا کرے کوئی میرے دکھ کی دوا کرے کوئی

اس شعر میں استعمال ہوئی صنعت کا نام ہے۔

(A) صنعتِ تشبیہہ (B) صنعتِ استعارہ

(C) صنعتِ تلمیح (D) صنعتِ تضاد

5. اُردو شاعری کی مقبول ترین صنف ہے۔

(A) رباعی (B) غزل

(C) قطعہ (D) مرثیہ

6. کسی شعر میں ایک ہی لفظ کا بار بار دہرانا کہلاتا ہے۔

(A) صنعتِ تشبیہہ (B) صنعتِ استعارہ

(C) صنعتِ تلمیح (D) صنعتِ تکرار

NOT TO BE REPUBLISHED @KTBS

II. پہلے دولفظوں کی مناسبت سے تیسرے لفظ کا جوڑ لکھئے۔ 4x1=4

7. غزل کا پہلا شعر : مطلع :: غزل کا آخری شعر:----------

8. سفید : سیاہ :: قدیم :----------

9. عادت : لت :: ہوس :----------

10. شجر : مذکر :: شمیم :----------

III. درج ذیل سوالات کے جواب ایک جملے میں لکھئے۔ 7x1=7

11. آداؔ جعفری نے بدایوں کی خیریت کس سے دریافت کی؟

12. پطرس بخاری کے پڑوسی کا نام کیا تھا؟

13. امیر خسرو کم عمری میں کونسا فن سیکھا؟

14. سقراط کو زہر کا پیالہ کیوں پینا پڑا؟

15. شاعر رشوت نظم میں کونسی عادت کو خلافِ آدمیت کہہ رہا ہے؟

16. مچھرا پنے آپ کو کیا کہتا ہے؟

17. مرثیہ میں حضرت فاطمہؓ کا نورِ عین کس کو کہا گیا ہے؟

IV. درج ذیل سوالات کے جواب دو یا تین جملوں میں لکھئے۔ 10x2=20

18. امّاں کی شکل اور قد کے بارے میں لکھئے۔

19. نہرو جی نے اپنی بیٹی اندرا جی کی فرمائش کا کیا جواب دیا؟

20. انگریزی گورنمنٹ سے متعلق ابوالکلام نے کیا کہا؟

21. مصنف نے لالہ جی کے سامنے صبح کی تعریف کس طرح کی؟

22. پرنسپل بھرت نارائن کی ساری زندگی کس کام میں گذری؟

23. حضور ﷺ نام آتے ہی شاعر کیا محسوس کرتا ہے؟

24. شاعر کے نزدیک رشوت کو چھوڑنا کس لئے محال ہے؟

25. ملک کی سرحدوں میں بٹے آدمی کی بے بسی کو شاعر نے کس طرح بیان کیا ہے؟

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

26. حضرت امام حسینؓ کے رختِ سفر باندھتے ہی کونسا منظر سامنے آیا؟

27. تلوک چند محرومؔ نے اپنی رباعی میں کس بات کا پیغام دیا ہے؟

V. درج ذیل سوالات کے جواب تین یا چار جملوں میں لکھئے۔ **11x3=33**

متن کے حوالے سے ان جملوں کی وضاحت کیجئے۔

28. ''لوگو ! امن وسکون کے ساتھ، لوگو ! امن وسکون کے ساتھ''۔

29. ''اس کے کھانے سے کوئی بیماری پاس نہیں پھٹکتی''۔

30. ''زیادہ سے زیادہ جو سزا دی جاسکتی ہے بلا تامل دے دو''۔

31. نثر نگار کا تعارف لکھئے۔ سید سلیمان ندوی

شاعر کا تعارف لکھئے۔ جوشؔ ملیح آبادی

32. درج ذیل اشعار کی تشریح کیجئے۔

33. بات پرواں زبان کٹتی ہے وہ کہیں اور سنا کرے کوئی

34. یہ جنّت مبارک رہے زاہدوں کو کہ میں آپ کا سامنا چاہتا ہوں

35. یہ عشق نے دیکھا ہے ، یہ عقل سے پنہاں ہے

قطرے میں سمندر ہے، ذرّے میں بیاباں ہے

36. جمع اور واحد کے لحاظ سے غیر متعلق الفاظ علیحدہ کیجئے۔

a) محافل ۔ محافظ ۔ ممالک

b) واقعات ۔ حالات ۔ برسات

c) احسان ۔ الفاظ ۔ اعمال

37. جملۂ فعلیہ کسے کہتے ہیں مع مثال دیجئے۔

38. صنعتِ تضاد کی تعریف مع مثال لکھئے۔ یا صنعتِ تشبیہہ کی تعریف مع مثال لکھئے۔

VI. درج ذیل سوالات کے تفصیلی جوابات لکھئے۔ **5x4=20**

39. آپ کی درسی کتاب میں شامل 'حمد' یا 'نعت' کے ابتدائی چار اشعار لکھئے۔

©KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

40. نظم ''آمدِ بہار'' یا ''جگنو'' کا خلاصہ لکھئے۔

41. حجۃ الوداع کے موقعہ پر دیئے گئے خطبہ میں حضور ﷺ نے ایامِ جاہلیت، امراء اور حاکم سے متعلق کیا ارشاد فرمایا؟

42. زعفران کے استعمال کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں لکھئے۔ یا

امیر خسروؔ کی شاعرانہ اور فنکارانہ صلاحیتوں کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں لکھئے۔

43. درج ذیل عبارت کو بغور پڑھ کر نیچے دیئے گئے سوالات کے جواب لکھئے۔

حضرت ٹیپو سلطانؒ کی ولادت بنگلور کے ایک چھوٹے سے گاؤں دیون ہلی میں ہوئی۔ ان کے والد کا نام حیدر علی اور والدہ کا نام فاطمہ بیگم تھا۔ حیدر علی ایک بہادر سپاہی ہونے کے باوجود علم کی دولت سے محروم تھے۔ اسی لئے انہوں نے بچپن ہی سے حضرت ٹیپو سلطانؒ کی تعلیم و تربیت کا معقول انتظام کیا جس کی وجہ سے حضرت ٹیپو سلطانؒ کئی علوم و فنون سے آراستہ ہوئے۔ حیدر علی کے انتقال کے بعد نہایت کم عمری میں آپؒ کو حکومت کی ذمہ داری اٹھانی پڑی۔ حکومت کی بقاء اور عوام کی فلاح و بہبودی کے لئے آپؒ نے بہت سے عظیم کارنامے انجام دیئے ہیں۔ آپؒ ہندوستان کے وہ واحد حکمران تھے جنہوں نے بحری جہاز تیار کیا تھا۔

سوالات:

i- حضرت ٹیپو سلطان شہیدؒ کی ولادت کس گاؤں میں ہوئی اور ان کے والدین کا نام کیا تھا؟

ii- حضرت ٹیپو سلطان شہیدؒ نے عوام کی فلاح و بہبودی کے لئے کیا کارنامے انجام دیئے؟

VII. خط کے اجزائے ترکیبی کا لحاظ رکھتے ہوئے درجِ ذیل خطوط میں سے کوئی ایک خط لکھئے۔ 1x5=5

44. اپنے دوست/سہیلی کے نام ایک خط لکھئے جس میں آپ کی اسکول میں ہونے والے سالانہ جلسہ میں شرکت کی دعوت دی گئی ہو۔ یا

اپنے میر معلم کے نام ایک خط لکھئے جس میں کوئی مناسب وجہ بتاتے ہوئے دو دن کی چھٹی کی درخواست کی گئی ہو۔

VIII. کسی ایک عنوان پر تفصیلی مضمون لکھئے۔ 1x5=5

45. چندرایان-3 یا اپنا پسندیدہ کھیل

...

@KSEEB NOT TO BE REPUBLISHED